صلاح و فلاح کے لئے دو چیزیں

انسان کی صلاح و فلاح کے لئے دو چیزیں ضروری ہیں —

ایک کتاب اللہ جس میں انسانی زندگی کے ہر شعبے سے متعلق احکام موجود ہیں، دوسرے رجال اللہ یعنی اللہ والے۔ ان سے استفادہ کی صورت یہ ہے کہ کتاب اللہ کے معروف اصول پر رجال اللہ کو پرکھا جائے۔ جو اس معیار پر پورے نہ اتریں ان کو رجال ہی نہ سمجھا جائے اور جب رجال اللہ صحیح معنی میں حاصل ہو جائیں تو ان سے کتاب اللہ کا مفہوم سیکھنے اور عمل کرنے کا کام لیا جائے کچھ لوگوں نے صرف کتاب اللہ کو لے لیا رجال اللہ سے قطع نظر کر لی ان کی تفسیر و تعلیم کو کوئی اہمیت نہ دی کچھ لوگوں نے صرف رجال اللہ کو معیارِ حق سمجھ لیا اور کتاب اللہ سے آنکھ بند کر لی اور ان دونوں طریقوں کا نتیجہ گمراہی ہے اور فرقہ وارانہ اختلاف کا سبب بھی یہی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب قدس سرہ
معارف القرآن جلد اول ص ۹۴

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

مرویات معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ —— ۳۳ —— محمد سعید الرحمٰن علوی

عن معاویۃ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم صبوا علیٰ من سبع قرب من آبار شتی حتّٰی اخرج الی الناس فاعھد الیھم قال فخرج عاصبا راسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم حتّٰی صعد المنبر فحمد اللہ واثنی علیہ ثم قال ان عبدًا من عباد اللہ خیر بین الدنیا وبین ما عند اللہ فاختار ما عند اللہ فلم یلقنھا الا ابوبکر فبکی فقال نفدیک بآبائنا وامھاتنا وابنائنا فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم علیٰ سلك افضل الناس عندی فی الصحبہ وذات الید ابن ابی قحافہ انظروا ھذہ الابواب الشوارع فی المسجد فسدوھا الا ما کان من باب ابی بکر فانی رایت علیہ نورا۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط والکبیر... واسنادہ حسن ... مجمع الزوائد ص ۴۲ ج ۹)

حضور نبی مکرم رحمت دو عالم شافع محشر صلوات اللہ تعالیٰ علیہ وسلامہ کی زندگی کے آخری ایام کی بات ہے جس کو اس حدیث میں ذکر کیا گیا ہے۔ آپ علالت کا شکار تھے۔ اپنے وجود پاک پر پانی بکثرت بہانے کا آپ نے ارشاد فرمایا کیونکہ گرمی کے بخار کا یہ ایک علاج ہے۔ دوسری احادیث میں بھی اس کا ذکر ہے —— اور ہم نے اپنے اساتذہ سے یہ بات سنی کہ دارالعلوم دیوبند کے پہلے طالب علم اور محدث کبیر شیخ الہند مولانا محمود حسن قدس سرہ بخار کے عالم میں ٹیوب ویل کے نیچے بیٹھ جاتے اور خوب پانی اپنے اوپر بہاتے —— حضور علیہ السلام کے اعمال کے ساتھ ان لوگوں کے شغف کا عجیب عالم تھا —— اس کے بعد آپ کو ذرا افاقہ ہوا تو آپ مسجد تشریف لائے سر مبارک پر شدت درد کی وجہ کپڑا لپٹا ہوا تھا ایسے جیسے پٹی باندھی جاتی ہے۔ مسجد تشریف لانے کے بعد بقول حضرت امیر معاویہ بن ابی سفیان سلام اللہ تعالیٰ علیہما ورضوانہ آپ منبر پر تشریف لے گئے۔ حسب عادت و طریقہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کی اس کی تعریف فرمائی اور پھر ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے ایک بندے کو دو باتوں میں سے ایک کا اختیار دیا یعنی دنیا میں رہ لے یا اللہ تعالیٰ کے پاس جو کچھ ہے اسے لے لے۔

بندہ سے مراد خود حضور نبی مکرم علیہ السلام کی ذاتِ گرامی تھی۔ آپ نے اشارۃً بات فرمائی تاکہ وضاحت کے ساتھ بات کرنے سے صحابہ علیہم الرضوان اس بات کو سن کر صدمہ سے نڈھال نہ ہو جائیں باقی انبیاء علیہم السلام کی یہ خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ انہیں اس طرح ارشاد فرماتے ہیں لیکن وہ بندگان کامل "ما عند اللہ" کو اختیار فرماتے ہیں —— چنانچہ آپ نے فرمایا کہ اس بندہ نے "ما عند اللہ" کو اختیار کر لیا ہے۔ یہ لطیف اشارہ تھا اپنے دنیا سے تشریف لے جانے کا، اسے ایک ابوبکر صدیق اکبر علیہ الرضوان سمجھے، جو

(باقی ۱۸ پر)

جلد ۲۶ ٭ شمارہ ۵۰
۸ر شعبان المعظم ۱۴۰۱ھ ٭ ۱۲ر جون ۱۹۸۱ء

اس شمارہ میں

—— رئیس الادارۃ ——
پیر طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور مدظلہ
—— مدیر منتظم ——
مولوی محمد اجمل قادری
—— مدیر ——
محمد سعید الرحمٰن علوی

بدل اشتراک	سالانہ -/۶۰، ششماہی -/۳۰
	سہ ماہی -/۱۵، فی پرچہ ۱/۵۰

پبلشر مولانا عبیداللہ انور [illegible]

ایک خوش کن خبر

اس سلسلۂ خیر کو بڑھائیے

نوائے وقت لاہور یکم جون ۱۹۸۱ء کی ایک خبر کا متن حسب ذیل ہے:۔

"حکومتِ پنجاب نے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ترجمہ کردہ اور قرآن پبلی کیشنز ربوہ کے شائع کردہ اور شیخ عبدالواحد سن رائنر پیکچرز ۸ ڈیوس روڈ لاہور کے چھپے ہوئے قرآن کریم معہ بامحاورہ اردو ترجمہ کے تمام نسخے فوری طور پر بحق سرکار ضبط کر لئے ہیں یہ کاروائی ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۹۹/اے کے تحت عمل میں لائی گئی ہے۔ کیونکہ متذکرہ ترجمہ غلط اور خود ساختہ تھا اور قرآن پاک کے مستند ترجمہ کے بالکل برعکس تھا اور اس کا سوچا سمجھا مذموم مقصد مسلمانان پاکستان کے مذہبی جذبات کو بھڑکانا تھا۔"

خبر واقعۃً بڑی خوش کن ہے اور حکومت اس پر مستحق تبریک! —— اس خبر سے ان ہزاروں لاکھوں علماء و صلحاء اور دینی ورکروں کی روحیں مطمئن و مسرور ہوں گی جنہوں نے مرزا محمود کی "خلافت" اور ان کے ابا کی "نبوت" کے خلاف دینی محاذ پر جدوجہد کی اور آج اس کے صاحبزادے کی "خلافت" کے دوران بھی سرگرم عمل ہیں۔ ہماری معلومات کے مطابق مرزا غلام احمد صاحب کے حلقہ میں اس ترجمہ کے علاوہ —— جو حکومتی خبر کے مطابق مذموم مقاصد کے پیش نظر گیا ہے —— چند اور تراجم بھی ہیں یعنی لاہوری گروپ کے بانی و امیر مولوی محمد علی صاحب کا ترجمہ و تفسیر (اردو، انگلش) مولوی شیر علی صاحب کا ترجمہ (انگلش) چوہدری ظفراللہ خان کا ترجمہ

انگلش (اور تفسیری نوٹس) اور ملک غلام فرید کا انگریزی ترجمہ وتفسیر اس کے علاوہ مرزا محمود کی دو تفاسیر ہیں یعنی کبیر و صغیر، اور ترجمہ معہ انڈکس جو بہت ہی مکروہ انداز میں مرتب کیا گیا ہے۔

اب جبکہ حکومت نے یہ نیک قدم اٹھایا ہے اور مرزا غلام احمد کے صاحبزادے اور مرزائیوں کے نفس ناطقہ مرزا محمود کے ترجمہ کو فوری طور پر ضبط کر لیا ہے تو ہم یہ درخواست کریں گے کہ اس حلقہ کے باقی لوگوں کے تراجم و تفاسیر بھی فی الفور ضبط کرائے جائیں اور امت کو اس فتنہ سے مکمل طور پر بچایا جائے ـــــ اس کے ساتھ ہی خود بانی سلسلہ کی وہ کتابیں جن میں انبیاء علیہم السلام سے لے کر عام مسلمانوں تک کی تکفیر کی گئی اور مسلمہ دینی روایات کا مذاق اڑایا گیا ہے ان سب کو ضبط کر لیا جائے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت جس کے قائد و امام حضرت مولانا السید محمد یوسف بنوری رحمہ اللہ تعالیٰ امیر مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان تھے اور جس میں تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے مل کر کام کیا، اس کے نتیجہ میں مرزائیوں کے دونوں گروپ قادیانی اور لاہوری غیر مسلم اقلیت قرار پائے۔

جو قدم آج اتنے دنوں بعد اٹھایا گیا ہے یہ بہت پہلے اٹھایا جانا چاہیے تھا اور اس کے ساتھ ہی اس آئینی ترمیم کے باقی تقاضے پورے ہونے چاہئیں تھے یعنی مرزائی افسران کو کلیدی آسامیوں سے ہٹانا وغیرہ ـــــ اور اب کچھ عرصہ قبل حکومت نے عبوری آئین کی وضاحت کے طور پر ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم کے تحفظ کا جو اعلان کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ مرزا محمود کا اردو ترجمہ ضبط کرنا اس کے عملی تقاضوں کی طرف پہلا قدم ہوگا۔ اور حکومت جلد از جلد باقی تقاضے پورے کر کے اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرے گی۔

چند اور باتیں بھی ہیں۔ جن کی طرف توجہ دلانا ضروری ہے ایک تو یہ کہ مرزائی دنیا کے اہم ستون چودھری ظفراللہ خاں کا جو طویل انٹرویو چند روز پہلے لاہور کے ایک جریدے میں چھپا ہے وہ بقول معاصر عزیز "چٹان" لاہور تبلیغی زیادہ ہے واقعاتی کم! چودھری صاحب کے اعمال کی ہم بہت سزا بھگت چکے ہیں اور اب بھی بھگت رہے ہیں وزارت اطلاعات کے نیک نفس نگران راجہ ظفرالحق صاحب کی ذاتی توجہ کے لئے عرض کرنا چاہوں گا کہ وہ اس انٹرویو کا نوٹس لیں تاکہ مسلمانانِ پاکستان مطمئن ہو سکیں ـــــ اس کے ساتھ ملک میں جو اس قسم کا لٹریچر چھپ رہا ہے جس سے دین اور دینی شخصیات کا مذاق اڑایا جا رہا ہے اس کو ضبط کرنا اور اس کے ذمہ دار لوگوں کو عبرت ناک سزا دینا از بس ضروری ہے۔

حضور علیہ السلام کے حقیقی چچا اور بدترین دشمن "ابولہب" جس کی مذمت میں قرآن کی پوری سورۃ موجود ہے اس کے ایمان و اسلام پر جو کتاب کراچی سے شائع ہوئی ہے اس کا نوٹس سختی سے لیا جانا ضروری ہے۔

ساتھ ہی ان مقررین کی تقریروں کا سختی سے نوٹس لیا جانا ضروری ہے۔ جو ملک کو تباہی کے کنارے لے جانا چاہتے ہیں۔

امید ہے کہ اسلامی نظام کے سلسلہ میں مخلصانہ جدوجہد کا عملی مظاہرہ کرنے کے لئے ان درخواستوں

(باقی ۱۰ پر)

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : علوی

شیخ کے انتخاب میں احتیاط کی ضرورت!

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

بعد از خطبہ مسنونہ :-

محترم حضرات اور معزز خواتین!

حضور نبی مکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ واصحابہ وسلم کا ایک ارشاد ہے کہ اُغْدُ عَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا اَوْ مُسْتَمِعًا اَوْ مُحِبًّا وَلَا تَكُنِ الْخَامِسَةَ فَتَهْلِكَ۔ او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

یعنی تم لوگ یا تو علم سکھانے والے بنو یا سیکھنے والے یا اس کی باتوں کو غور و فکر سے سننے والے اور یا پھر اس کے چاہنے والے اور مدد کرنے والے۔ ان چار کے علاوہ کوئی حیثیت اختیار نہ کرو۔ یعنی بغض و عداوت عدم تعاون وغیرہ سے اجتناب کرو۔ اگر تم نے ان چار حیثیتوں کے علاوہ پانچویں حیثیت اختیار کی تو ہلاک ہو جاؤ گے۔

محترم حضرات! علم کی اللہ تعالیٰ کے یہاں جو قدر و قیمت ہے اس کا اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ رب العزت نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو سب سے پہلے ان پر علم کا فیضان فرمایا۔ اس کے بعد حضور نبی کریم علیہ السلام کے جو فرائض گنوائے ان میں علم کو شامل فرمایا۔ قرآن نے نے اہل علم کے رفع درجات کی نوید سنائی۔ اور یہ بتلایا کہ اللہ تعالیٰ سے صحیح معنوں میں صرف علماء ہی ڈرتے ہیں۔ کیونکہ وہ معرفتِ خداوندی سے شناسا ہوتے ہیں ایک جگہ ہے کہ اہل علم اور علم سے محروم برابر نہیں ہو سکتے۔ اور جو حدیث آپ نے ملاحظہ فرمائی وہ بالکل واضح ہے اور منشاءِ رسالت یہ ہے کہ کسی نہ کسی طریق سے علم کی وادی سے تمہارا تعلق رہنا چاہیئے اس سے بالکل بے تعلقی کسی طرح مناسب نہیں جس طرح بالکل بے تعلقی مناسب نہیں اسی طرح منفی تعلق بھی ہلاکت کا سبب ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہٗ شریعت مطہرہ کے تین اجزاء ارشاد فرماتے ہیں۔ یعنی علم، عمل اور اخلاص، اور فرماتے ہیں کہ یہ تین جزو موجود نہ ہوں تو شریعت کا وجود نہیں ہوتا اور جب ان تین اجزاء کے وجود سے شریعت کا وجود سامنے آ گیا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی جو تمام دنیوی اور دینی نیک بختیوں سے بڑھ کر ہے۔ قرآن میں ہے :-

وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

کہ اللہ کی خوشنودی سب سے زیادہ ہے۔

محترم حضرات! حضرت مجدد صاحب نے جس اخلاص کا ذکر فرمایا ہے وہی درحقیقت احسان و سلوک کی روح اور مغز ہے اور منشاء ربانی یہ ہے کہ بندے کا ہر کام اللہ کی خاطر ہو جائے۔ اور یہ باتیں بغیر علم نصیب نہیں ہو سکتیں۔ ہم نے اپنے تمام مشائخ کو دیکھا وہ پہلے عالم ہوتے تھے اور پھر اس پر عامل، اور ان کا

(باقی ۱۰ پر)

خطبہ جمعہ ضبط و ترتیب : علوی

بیعت ○ قرآن و حدیث سے ثابت ہے

○ جانشین شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور مدظلہم ○

بعد از خطبہ مسنونہ :

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتُ ...... إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۔ (صدق اللہ العظیم)

(الممتحنہ : ۱۲)

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۂ ممتحنہ کی ایک آیت کریمہ آپ کی خدمت میں تلاوت کی گئی ہے سب سے پہلے اس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں :—

"اے نبی! جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی) بنا لیں اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر، اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔"

(حضرت لاہوری قدس سرہٗ)

حضرات محترم! جس سورۃ کی یہ آیت ہے وہ مدنی سورۃ ہے۔ اور جیسا کہ بالعموم ہوتا ہے کہ مدنی سورتوں میں احکامات بیان ہوتے ہیں اس میں بھی بعض احکامات کا ذکر ہے۔ حضرت لاہوری قدس سرہٗ اس کا موضوع "مقاطعہ عن الکفار" ارشاد فرماتے ہیں۔ سورۃ کے کل دو رکوع ہیں۔ پہلے میں بقول حضرت لاہوریؒ "اسباب مقاطع" بیان کئے گئے ہیں تو دوسرے میں کفّار کی قسمیں ہیں۔ بتلایا گیا ہے کہ دو قسمیں ہیں، ایک کے ساتھ صلح ناجائز اور دوسری کے ساتھ لڑنا جائز نہیں۔

سورۃ کا تفصیلی تعارف

پہلی آیت میں مقاطعہ کے چار اسباب ذکر ہیں۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن ہیں، دوسرے یہ کہ رسول برحق علیہ السلام کے دشمن ہیں۔ تیسرے یہ کہ وہ قرآن عزیز کے دشمن ہیں اور چوتھا سبب یہ ہے کہ تمہارے یعنی جماعت مسلمین کے دشمن ہیں۔

چونکہ کفار اللہ تعالیٰ، رسول کریم علیہ السلام، قرآن عزیز اور تمہارے دشمن ہیں اس لیے وہ بظاہر یا درپردہ کسی طرح بھی دوستی کے قابل نہیں۔

دوسری آیت میں فرمایا گیا ہے کہ تمہارے دشمنوں کا معاملہ ایسا ہے کہ تم لاکھ ان سے مروت و نرمی کا مظاہرہ کرو وہ کسی وقت بھی نہیں چوکیں گے اور ہاتھ پاؤں سے جب بھی موقعہ ملا تمہیں نقصان پہنچائیں گے۔

تیسری آیت میں ہے کہ اولاد یا رشتہ داری کے نفع کے خیال سے تم نے دوستی برت لی تو ممکن ہے اس دنیا میں اس کا کوئی فائدہ ہو جائے گو امکان کم ہے لیکن

آخرت میں بہرحال نقصان ہو گا۔

چوتھی آیت میں جدّالنبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم حضرت خلیل اللہ علیہ السلام اور ان کے رفقاء کے اسوۂ حسنہ کو پیش کر کے بتلایا گیا ہے کہ کفار سے دوستی و تعلق میں تمہیں ان ارباب صفا کا نمونہ سامنے رکھنا چاہئے کہ کس طرح انہوں نے اپنی قوم سے باوجود کئی طرح کے تعلقات، برأت کا اظہار کیا اور واضح کر دیا کہ "حتی تومنوا باللہ وحدہٗ" جب تک تم خدائے بزرگ و برتر کو تسلیم نہ کر لو اور اس کی وحدانیت پر ایمان نہ لاؤ ہمارا تمہارا کوئی تعلق نہیں۔

پانچویں آیت میں حضرت خلیل اور ان کے رفقاء کی دعا ہے کہ اے اللہ! تو ہمیں کفار کے ظلم و ستم سے بچا۔

چھٹی آیت میں جو اس رکوع کی آخری آیت ہے ان حضرات کے اسوۂ حسنہ کو دوبارہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس کو عملی زندگی میں سامنے رکھو۔

دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ کفار کو ہدایت کر دے اور پھر وہ دوستی کے قابل ہو جائیں۔

آٹھویں اور نویں آیت میں کفار کا ذکر ہے کہ جو لوگ تمہارے ساتھ نہیں لڑتے اور شرافت سے رہتے ہیں ان سے تو دوستی و مروّت جائز ہے لیکن ایسے نہیں کہ انہیں اپنے سر پہ بٹھا لو یا انہیں اپنا محرم راز بنا لو۔ لیکن جو لڑنے بھڑنے والے کافر ہیں، اور جو تمہارے ساتھ شرافت کا مظاہرہ نہیں کرتے تمہارے گھروں میں انہوں نے تمہارا جینا حرام کر دیا ہے وہ قطعاً دوستی و مروت کے قابل نہیں۔

دسویں آیت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو ہدایت کی کہ اگر کوئی عورت اسلام قبول کر کے اپنے خاوند اور اپنی قوم کے کافرانہ اعمال اور ظلم و ستم سے نجات حاصل کرنے کے لئے تمہارے پاس آئے تو انہیں اپنے پاس رکھ لو۔ اور اگر وہ وہاں سے کوئی سرمایہ لے آئے تو اسے واپس کر دو حتیٰ کہ جو مہر لائے اسے بھی واپس کر دو— اسلام یہ نہیں چاہتا کہ اس کے دامن سے وابستہ ہونے والے کسی فرد پر مال و دولت کی محبت کا کوئی الزام لگائیں۔ پھر جو ایمان کے بچاؤ اور تحفظ کے لئے دارالاسلام آئے اس کا اخلاق و کردار بہت بلند ہونا چاہئے۔ رہ گئیں اس کی دنیوی ضرورتیں تو اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی راہ میں نکلنے والوں کا حامی و ناصر اور ان کی ضرورتوں کو پورا کرنے والا ہے۔ جب وہ اپنے دشمنوں کی ضرورتوں کو پورا کرتا ہے تو مال و دولت گھر در کی قربانی دینے والوں کی ضرورتیں کیسے پوری نہیں کرے گا؟

دوستاں را کجا کنی محروم
تو کہ با دشمناں نظر داری

گیارہویں آیت میں اس کے برعکس کا حکم ہے کہ کوئی مسلمان عورت خدانخواستہ مرتد ہو کر کفار کی طرف چلی جائے تو اس کے خاوند کی دلجوئی اور تالیف قلب کے لئے اسے مال غنیمت میں سے اتنا روپیہ ادا کرو جتنا اس کا خرچ ہوا تھا۔

اور اب آیت ۱۲:

جو ابتدا میں تلاوت کی گئی— اس کا ترجمہ آپ نے ملاحظہ فرما لیا۔ حضرت لاہوریؒ ارشاد فرماتے ہیں :—

"اگر عورتیں ان شرائط کو قبول کر لیں تو انہیں دائرہ اسلام میں داخل کر لو اور ان کے سابقہ گناہوں کے متعلق استغفار کرو، اللہ تعالیٰ ان کے گناہ بخش دے گا۔"

(ص ۸۷۹)

تیرھویں اور آخری آیت میں پھر تاکید ہے کہ کفار سے دوستی نہ گانٹھو۔

بیعت

حضرات محترم! جناب رسول کریم علیہ السلام اللہ تعالےٰ کے احکامات کی تبلیغ و تلاوت کے ساتھ ساتھ اہل ایمان کے تزکیہ پر بھی مامور تھے۔ مروّجہ تصوّف اس تزکیہ و احسان کی عملی صورت ہے جس کا ذکر قرآن اور حدیث میں ہے۔

حضور علیہ السلام نے مختلف مواقع پر صحابہ علیہم الرضوان سے مختلف عنوانات پر بیعت کی۔ ایک بیعت یہ ہے جس کا اس آیت میں ذکر ہے اور اس کا دائرہ مردوں سے بڑھ کر عورتوں کو بھی شامل ہے کیونکہ اسلام اور خیر و تقویٰ پر استقامت اور گناہوں سے جس طرح مرد کو اجتناب کی ضرورت ہے اسی طرح عورت کی ضرورت ہے۔ اسلام دین فطرت ہے وہ مرد عورت سب کے لئے ہے، دونوں کی ہدایت و اصلاح کا سامان اس میں موجود ہے۔ ہمارے بعض دوست "بیعت" سے بہت الرجک ہیں۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ بیعت صرف جہاد کے لئے ہوتی تھی لیکن سوال یہ ہے کہ اس آیت کا کیا مفہوم ہوگا؟ اور حضور علیہ السلام نے مختلف مواقع پر جو بیعت لی اس کا کیا مقصود ہے؟

حضور نبی کریم علیہ السلام نے مردوں کی طرح عورتوں سے بھی بیعت لی اس کا مقصد یہی ہوتا تھا کہ لوگوں سے عہد و پیمان لیا جائے کہ وہ نیکی و تقویٰ کی زندگی گذاریں، شر اور برائی سے رُکیں۔ اللہ تعالےٰ کی نافرمانی نہ کریں۔

آج مختلف سلاسل کے مشائخ اور اہل صلاح و تقویٰ بزرگ جو بیعت لیتے ہیں اس کا مفہوم یہی ہے کہ گویا ایک فرد ایک شیخ سے معاہدہ کر رہا ہے کہ وہ اللہ تعالےٰ کی توفیق سے اعمالِ خیر بجا لائے گا۔ اور اپنے آپ کو برائیوں سے بچائے گا۔ — حضور علیہ السلام مستورات سے جب بیعت لیتے تو کبھی بے حجاب ہو کر نہیں، ہمیشہ درمیان میں پردہ کا اہتمام ہوتا۔ باوجودیکہ آپ امت کے قرآنی باپ ہیں "النبی اولی بالمومنین من انفسھم وازواجہ امھاتھم." اس اعتبار سے اگر ایک منٹ کے لئے بغیر حجاب و پردہ بیعت ہو جاتی تو حرج نہ ہوتا لیکن اللہ تعالےٰ نے بعد کی نسلوں کی خاطر ایسا اہتمام فرما دیا کہ بیعت ہو لیکن پردہ کا اہتمام کر کے، چنانچہ حضرت اُمّ المومنین سیّدتنا عائشہ صدیقہ سلام اللہ تعالیٰ علیہا و رضوانہ بیعت کے واقعات ذکر کرتی ہیں اور ارشاد فرماتی ہیں کہ آپؐ نے کبھی کسی غیر محرم عورت کو چھُوا نہیں۔ پردہ ہوتا تھا۔ آپ کفر و شرک، بدعات، فسق و فجور سے اجتناب اور نیکی کے کلمات کی تلقین فرماتے، وعدہ لیتے اور دعائے خیر پر اس کا اختتام ہوتا۔

حضرات گرامی! قرآن عزیز کی سادہ اور فطری تعلیم کو اپنانے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری دنیا اور آخرت سنور جائے۔

بقیہ: نفع نقصان میں شرکت کا معاملہ

ہیں اور بعض کے نزدیک بیع و شراء اور محنت و مزدوری دونوں کے ہیں گویا نفع کمانے کی غرض سے بیع و شراء اور خرید و فروخت کا کام بھی تجارت ہے اور معاوضے کی خاطر محنت و مزدوری کا کام و عمل بھی تجارت ہے۔ تجارت کے اس دوسرے معنیٰ و مطلب کو ترجیح دیتے اور اختیار کرتے ہوئے حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ معارف القرآن میں لکھتے ہیں:۔

"مضمون آیت کا خلاصہ یہ ہوا کہ اگر کسی کا مال ناحق کھانا حرام ہے لیکن رضامندی کے ساتھ بیع و شراء یا ملازمت و مزدوری کا معاملہ ہو جائے تو اس طرح دوسرے کا مال حاصل کرنا اور اس میں مالکانہ تصرفات کرنا جائز ہے" (ص ۳۷۷ - ج ۲)

ابوابُ کلامیات

مرسلہ: ڈاکٹر شیر بہادر خان جھنی - ایبٹ آباد

۱۔ سورۃ المومنون، ترجمان القرآن ص ۵۳۷

مولانا ابوالکلام آزادؒ کی تفسیر کے ذیل میں فرماتے ہیں: ....

جب قرآن کے لیے کہ وحی الٰہی ہے تدبّر ضروری ہُوا تو کیونکر یہ بات جائز ہو سکتی ہے کہ کسی مجتہد اور امام کی تحقیق میں تدبّر ضروری نہ ہو؟ اور اہل علم کے لیے ضروری ہو کہ از روئے تقلید سر اطاعت خم کر دیں۔

آگے چل کر لکھتے ہیں ....

"... یہاں سے معلوم ہُوا کہ دعوتِ اسلام کی معرفت کی دو راہیں ہیں قرآن میں تدبّر کیا جائے اور صاحب قرآن کی زندگی میں" اس سے آگے تحریر فرماتے ہیں "۹۱ آیت (ولو اتّبع الحق اھواءھم لفسدت السّمٰوٰتُ والارض ومن فیھن ...) میں ایک بہت بڑی اصل کائنات کی طرف اشارہ کیا ہے جو قرآن کے مہماتِ معارف میں سے ہے۔ یعنی قرآن جس حقیقت کو "حق" سے تعبیر کرتا ہے وہ محض کسی ایک گوشہ ہی کی حقیقت نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر سمجھا گیا ہے مگر اصل کائنات کی ایک عالمگیر حقیقت ہے وہ کہتا ہے یہاں اصل تخلیق و تکوین "حق" اور قیام حق کا قانون ہے اُسی کا نام عدل و قسط بھی ہے۔ اور اسی پر تمام نظام کائنات قائم ہے عالمِ جسم و مادہ کا ایک ایک گوشہ دیکھو تمہیں ہر گوشہ میں وجود، تکوین، تعمیر، ایجاب، زندگی، بناؤ کی اصل یہی حقیقت ملے گی یہی حقیقت جب افکار و اعمال انسانی میں ظاہر ہوتی ہے تو اس کا نام ایمان اور عمل صالح ہو جاتا ہے اور یہی حقیقت ہے جس کی طرف ہدایت وحی بُلاتی ہے۔

یہاں فرمایا۔ اگر حقیقت ان منکرینِ حق کی خواہشوں کی پیروی کرے تو تمام نظام ارضی وسماوی درہم برہم ہو جاتے کیونکہ انہیں معلوم نہیں کہ جس حقیقت سے یہ انکار کر رہے ہیں وہی حقیقت ہے جس پر یہ تمام کارخانۂ ہستی چل رہا ہے

۲۔ کائنات خلّت کے عنوان سے ایک بہت ہی طویل مضمون البلاغ ۱۹۱۵ء میں شائع ہُوا تھا جس کی تلخیص (بہت مختصر) درج ذیل ہے۔ الفاظ میرے ہیں گو ان میں وہ اعجاز کلام نہیں معانی قابل نوٹ ہیں۔

انبیائے موسسین

۱۔ حضرت نوح علیہ السّلام۔ سورہ الصافات میں فرمایا گیا ہے۔ سَلَامٌ عَلٰی نُوحٍ فِی الْعَالَمِینَ۔ اور کسی نبی کے ساتھ فی العالمین نہیں فرمایا بلکہ صرف یہ فرمایا مثلاً سلام علیٰ موسیٰ وھارون یا سَلَامٌ علیٰ اِلْیَاسِین۔

دراصل یہ اشارہ ہے کہ حضرت نوحؑ کی دعوت کسی خاص نسل اور قوم کو زندہ کرنے کے لیے نہ تھی بلکہ وہ اس قسم کی دعوت میں داخل تھی جو موجودہ نسلوں اور قوموں سے بالاتر ہو کر خود ایک نئی قوم پیدا کرتی ہے اور اس کی بنیاد — محض اخوتِ دینی پر قائم ہوتی ہے اور وہ جغرافیہ و نسل سے ماورئی رہ کر ایک عالمگیر برادری بن جاتی ہے اور زمین کا ہر ٹکڑہ نوع انسانی کا ہر حصہ اقوام و ملل کی ہر نسل اس کے دامن میں پناہ لے سکتی ہے۔

۲۔ دوسرا دور جو عالم نوحؑ سے مرتفع ہو کر کائنات خلّت میں داخل ہُوا اس میں قرآن حکیم نے صرف حضرت ابراہیمؑ ہی کو جگہ دی اور ان کو حضرت نوحؑ کی طرف منسوب کیا۔ "وان من شیعتہ لابراھیم اذ جاء ربہ بقلب سلیم" (۳۷-۸۴-۸۳)

تمام قرآن میں کسی نبی کو بھی حضرت نوحؑ کا شیعہ یا متبع نہیں کیا گیا ہے

(باقی صفحہ پر)

صرف حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ کیونکہ حضرت نوحؑ نے نئی قومیت کی بنیاد رکھی اور یہی مشن حضرت ابراہیمؑ کا بھی تھا۔

امتِ نوحی میں قوم ثمود، قوم عادؑ اصحاب ایکہ تابابعہ یمن میں مجددین نبی آتے رہے حضرت ابراہیمؑ کی امت میں حضرت یعقوبؑ، حضرت یوسفؑ، حضرت موسیٰ حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت دانیالؑ حضرت یسعیاؑ، حضرت عیسےٰؑ۔

۳۔ حقیقت تذکار مشاہیر

......پس یادگار دراصل انسانی افراد کی نہ تھی بلکہ انسان کے بہترین اعمال کی تھی اور تذکرہ و یادآوری شخصیتوں اور حادثوں کی نہ تھی بلکہ ان سچائیوں کی تھی جو وہ اپنی زندگی کے اندر رکھتے تھے۔

خدائے پاک نے ذات کی بڑائی اور عظمت صرف اپنی ہی کبریائی کے لیے مخصوص کرنی ہے اور دنیا کو جو کچھ دیا گیا ہے وہ صرف عمل کی بڑائی ہے دنیا میں کوئی انسان بڑا نہیں ہوسکتا اس لیے کہ بڑا صرف ایک ہی ہے اور وہ فاطر السمٰوٰت والارض ہے البتہ عمل بڑا ہوسکتا ہے اور اس کی بڑائی سے اس کے حامل کے اندر بھی۔ نسبتی اور اضافی بڑائی آجاتی ہے پس ساری تعظیمیں، ساری تقدیسیں، ہرطرح کا احترام و شرف جو دنیا میں کیا جاسکتا ہے یاتو خدا کے لیے ہے یا پھر خدا کی سچائی اور اس کے قرار دیئے ہوتے اعمال حسنہ کے لیے خود انسان کی ذات کا اس میں کوئی حصہ نہیں۔

(البلاغ جلد ۱ نمبر ۲ مورخہ ۲۶ر نومبر ۱۹۱۵ء)

بقیہ: مجلس ذکر

ہر کام خلوص و اخلاص سے ہوتا تھا۔ آج کے دور میں زندگی کے باقی شعبے جس طرح بگاڑ کا شکار ہوئے اسی طرح احسان و سلوک کی وادی میں ایسے کم ظرف لوگ آئے جن کی بنیاد ہی صحیح نہیں ہوتی۔ اس وجہ سے روزمرہ عجیب و غریب حوادثات رونما ہوتے ہیں اور لوگوں کا شریعت مطہرہ کے اس عظیم شعبہ سے اعتماد اٹھ جاتا ہے۔ حالانکہ ایسا ہوتا ہے تو یہ ایسے لوگوں کا قصور ہے اس میں دین یا شریعت یا احسان و سلوک کا کوئی قصور نہیں اس لئے حضرت شاہ ولی اللہؒ اور دوسرے حضرات فرماتے ہیں کہ شیخ کے انتخاب میں آدمی کو سوچ سمجھ کر قدم اٹھانا چاہئے کیونکہ ع

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

کے مصداق بہت سے شیطان صفت، آدمی کے روپ میں گڑبڑ اور خرابی پیدا کرتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ ہمیں صحیح لوگوں سے نسبت اور تعلق نصیب فرمائے

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

بقیہ: اداریہ

پر غور ہوگا۔

علوی

صدر ضیاء الرحمٰن کا قتل

مشرقی پاکستان ہم سے کٹ گیا۔ اس کے اسباب و علل پر گفتگو کا وقت نہیں۔ تاہم یہ خوشی تھی کہ وہاں کے صدر ضیاء الرحمٰن مرحوم عالم اسلام کے لئے بھرپور جد و جہد کر رہے تھے ان کا یہ اقدام دنیائے اسلام کے دشمنوں کے لئے سوہانِ روح تھا۔ محسوس ایسا ہوتا ہے کہ چچا سام خاص طور پر ان کے درپے تھا اور اسے کامیابی ہوگئی۔ (واللہ تعالیٰ اعلم) بہرحال یہ سانحہ بہت بڑا ہے۔ ہم برادر ملک بنگلہ دیش کی بہتری کے لئے دعاگو ہیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور درخواست کرتے ہیں کہ وہ صدر ضیاء الرحمٰن اور ان کے شہید رفقاء پر اپنی خصوصی رحمت فرمائے اور اس ملک سمیت ساری اسلامی دنیا کا حامی و ناصر ہو۔

نفع نقصان میں شرکت کا معاملہ و اس کی شرعی حیثیت

مولانا محمد طاسین

بلاسود بینکاری پر اسلامی نظریاتی کونسل کی جو رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے متعلق خود کونسل کے ایک ممتاز رکن مولانا محمد تقی عثمانی صاحب نے اپنے ایک مضمون میں جو متعدد رسائل و اخبارات میں شائع ہو چکا ہے لکھا ہے:

" آخر میں ہم ملک کے ان علماء سے جو خاص طور پر فقہ میں بصیرت رکھتے ہیں۔ یہ گذارش کرتے ہیں کہ اسلامی نظریاتی کونسل نے جو رپورٹ غیر سودی بنکاری کے سلسلہ میں شائع کی ہے اس کا بنظرِ غائر مطالعہ فرما کر اس کا شرعی نقطہ نظر سے جائزہ لیں۔ ظاہر ہے کہ یہ رپورٹ اس معاملہ میں حرفِ آخر نہیں ہے اس میں اب بھی علمی و فقہی خامیاں ہو سکتی ہیں۔۔۔۔ اس لیے یہ علماء کا فریضہ ہے کہ اس کا جائزہ لے کر ضروری ہو تو اس میں اصلاحات تجویز فرمائیں۔"

کونسل کے چیئرمین محترم جناب جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب نے از راہِ کرم رپورٹ کی ایک کاپی مجھے بھی عنایت فرمائی۔ لہٰذا مجھے اس کا بغور مطالعہ کرتے اور اس کے مندرجات و مشتملات کا شرعی نقطہ نظر سے تحقیقی جائزہ لینے کا موقع ملا اس سے جو باتیں میرے علم میں آئیں اسلام اور مسلمانوں کی خیرخواہی کے پیشِ نظر دینی و ملی فریضہ سمجھا کہ اُن کو تحریری شکل میں پیش کر دیا جائے چنانچہ یہ مضمون اسی فریضہ کے ادا کرنے کی معمولی سی کوشش ہے۔ اللہ کرے مفید ثابت ہو۔

اس مضمون میں میرا مقصد ان تمام امور و معاملات سے تفصیلی بحث کرنا نہیں جو ماہر اقتصادیات کے پینل نے اس رپورٹ میں سود کے متبادل تجویز فرمائے ہیں اور جن میں سے کچھ کو خود کونسل کے علماء کرام نے بھی مستحسن و پسندیدہ نہیں قرار دیا بلکہ میرا مقصد ایک معاملہ کے متعلق تفصیلی اور باقی معاملات کے بارے میں اجمالی طور پر کچھ عرض کرنا ہے اس معاملہ سے میری مراد نفع نقصان میں شراکت کا معاملہ ہے جس کو سود کا نعم البدل اور ایک مثالی معاملہ کہا گیا اور جو اس رپورٹ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔

اس رپورٹ میں نفع و نقصان میں شراکت کے معاملہ کو جس شکل میں پیش کیا گیا ہے اس شکل کے لحاظ سے یہ معاملہ اپنی قسم کا ایک نیا اور انوکھا معاملہ ہے جس کا گزشتہ چودہ سو سالہ فقہی لٹریچر میں کہیں نام و نشان نہیں ملتا۔ گویا یہ پندرھویں صدی ہجری کا خاص تحفہ ہے جو مسلمانانِ پاکستان کو ملا۔

اس معاملہ کو میں نے اپنی قسم کا نیا اور انوکھا معاملہ اس لیے کہا ہے کہ یہ اپنی بناوٹ، ساخت اور ماہیت و حقیقت کے اعتبار سے نہ مضاربت کا معاملہ ہے اور نہ شرکت کا معاملہ جن کا قرآن، حدیث اور فقہ میں ذکر اور جس کی شرعی حیثیت معلوم اور متعین ہے۔ مضاربت کا یہ معاملہ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں کام کرنے والے فریق کو نقصان میں بھی شریک ٹھرایا گیا ہے جب کہ مضاربت میں کام کرنے والا فریق مالی نقصان میں بالکل شریک نہیں ہوتا بلکہ مالی نقصان سب کا سب سرمائے والے فریق کو برداشت کرنا پڑتا ہے اور شراکت کا معاملہ یہ اس وجہ سے نہیں کہ اس میں ایک

فریق کا صرف سرمایہ ہے جو بنک میں شراکتی کھاتہ کھولتا ہے اس کے ساتھ اس کا کوئی تجارتی یا صنعتی کام وعمل نہیں حالانکہ شرکت کی ہر قسم میں ہر شریک کا سرمایہ، وجاہت اور ہنر کے ساتھ کام وعمل ہونا بھی ضروری ہے۔ نیز مضاربت اور شرکت دونوں میں یہ ضروری ہے کہ معاملہ شروع کرتے وقت نہایت واضح الفاظ میں یہ تعین ہو کہ فریقین کے مابین نفع کس نسبت سے تقسیم ہوگا اور یہ تعین خود فریقین اپنی آزاد مرضی سے کریں تیسرا کوئی ان پر اپنی مرضی مسلط نہ کرے خواہ وہ کوئی حکومت کا ادارہ ہی کیوں نہ ہو، جبکہ شراکت کے زیر بحث معاملہ میں کھاتہ دار اور بنک کے درمیان ایسا کوئی تعین ضروری نہیں ٹھہرایا گیا بلکہ بنک پہ چھوڑ دیا گیا ہے کہ وہ جس طرح چاہے منافع تقسیم کرے۔ اسی طرح بنک اور کاروباری اداروں کے درمیان نفع کی تقسیم کے تعین کا اختیار سٹیٹ بنک کو دیا گیا ہے۔ نیز یہ اس وجہ سے بھی مضاربت کا معاملہ نہیں کہ اس میں شراکتی کھاتہ کے مال کو وہ [illegible] گئے ہیں [illegible] کے مال کے [illegible] ہیں۔ جب کہ [illegible] بت کا مال کام کرنے والے فریق کے پاس بطور امانت ہوتا ہے اور اس کی حیثیت قرض کے مال کی نہیں ہوتی یہی وجہ ہے کہ اگر غیر اختیاری طور پر وہ [illegible] ہو جائے تو کام کرنے والے فریق پر اس کا تاوان نہیں آتا ایک اور وجہ زیر بحث معاملہ کے مضاربت نہ ہونے کی یہ بھی ہے کہ اس میں ایک فریق یعنی بنک [illegible] اپنے شراکتی کھاتہ [illegible] ار کو یہ یقین دلاتا ہے کہ اسے نہ صرف یہ کہ نفع ضرور ملے گا بلکہ موجودہ شرح سود سے زیادہ ملے گا جبکہ مضاربت میں نفع کا احتمال تو ہوتا ہے لیکن یقین نہیں ہوتا ورنہ اس میں اور معاملہ ربا میں زیادہ فرق باقی نہیں رہتا۔ ایک اور وجہ جس کی بنا پر زیر بحث معاملہ، معاملہ مضاربت نہیں یہ کہ اس میں یہ طے کیا گیا ہے کہ بنک سال میں دو مرتبہ اس کا منافع تقسیم کرے گا یعنی دوران معاملہ منافع کی تقسیم ہوتی رہے گی۔ جبکہ مضاربت میں منافع کی تقسیم صرف اسی وقت ہو سکتی ہے جب معاملہ اختتام کو پہنچ جائے۔ اس سے پہلے نہیں ہو سکتی۔ ایک اور پہلو سے بھی یہ معاملہ مضاربت کے معاملہ میں مختلف ہے اور وہ یہ کہ بعض آئمہ مجتہدین کے نزدیک مضاربت کا سرمایہ صرف تاجر کو فروخت یا خرید کے کام کے لیے دیا جا سکتا ہے ہنرمند صانع کو صنعت وحرفت کے لیے نہیں دیا جا سکتا جبکہ زیر بحث معاملے میں یہ بھی طے ہے کہ اس کا سرمایہ صنعت وحرفت میں بھی لگایا جائے گا غرضیکہ متعدد وجوہ ہیں جن کی بنا پر زیر بحث معاملہ مضاربت کا معاملہ نہیں۔

اور شرکت کا معاملہ نہ ہونے کی وجہ جیسا کہ میں نے اوپر عرض کیا ہے کہ شرکت کے معاملہ میں سرمایہ وغیرہ کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ ہر فریق کا تجارتی یا صنعتی کام وعمل بھی ہو اور چونکہ زیر بحث معاملہ میں ایک فریق کا جو بنک میں شراکتی کھاتہ کھولتا ہے سرے سے کوئی تجارتی کام و عمل نہیں۔ لہذا یہ معاملہ، شرکت کی کسی قسم میں نہیں آتا۔ فقہائے احناف نے معاملہ شرکت کی تین قسمیں بیان کی ہیں: شرکتہ الاموال شرکتہ الوجوہ اور شرکتہ الابدان جسے شرکت اعمال اور شرکت صنائع وغیرہ بھی کہا جاتا ہے اور پھر ان تینوں قسموں کی جو تعریفیں لکھی ہیں وہ یہ کہ (۱) شرکت الاموال وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ تجارت پیشہ افراد آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ وہ اپنا سرمایہ یکجا کر کے مل جل کر تجارتی کام کریں گے۔ اور اور نفع نقصان میں شریک رہیں گے۔

(۲) شرکتِ وجوہ وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زیادہ ایسے اشخاص جن کے پاس تجارت کے لیے اپنا سرمایہ نہیں ہوتا، لیکن ہر ایک باوجاہت اور صاحب اعتبار اور قابلِ اعتماد ہوتا ہے جیسے لوگ ادھار مال دینے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کرتے۔ آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ اپنی وجاہت اور ساکھ استعمال کر کے ادھار مال خرید کر بیچیں گے۔ اور نفع نقصان میں شریک اور حصہ دار رہیں گے۔

(۳) شرکتِ ابدان یا شرکت صنائع و اعمال وہ معاملہ ہے جس میں دو یا دو سے زائد ارباب ہنر و پیشہ جیسے دو بڑھئی یا دو لوہار یا دو درزی یا ڈاکٹر و انجنیئر وغیرہ آپس میں یہ طے کرتے ہیں کہ اپنے ہنر و پیشہ کا کام مل جل کر کریں گے اور نفع و نقصان میں شریک رہیں گے اور پھر ان میں سے ہر ایک کی دو قسمیں ہیں اگر تمام امور میں مساوات و برابری ہو تو شرکت معاوضہ، اور کمی و بیشی اور تفاوت ہو، تو

شرکتِ عنان ہے۔

بہر حال عقد شرکت کی جو بھی قسم اور شکل ہو اس کی تعریف سے بدیہی طور پر ظاہر ہے کہ اس میں منجملہ دوسری چیزوں کے سب شرکاء کا کام وعمل بھی ضروری ہے گویا یہ چیز معاملۂ شرکت کی حقیقت میں داخل اور اس کی ماہیت کا جزو لاینفک ہے لہذا یہ خیال کہ معاملہ شرکت ایک فریق کے عمل کے بغیر بھی ہو سکتا ہے بدیہی طور پر غلط ہے۔

قرآنِ حکیم کی جن آیات اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جن احادیث سے معاملہ شرکت کا جواز ثابت ہوتا ہے ان سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کہ معاملہ شرکت کے اندر سب شرکاء کا عمل بھی ایک ضروری چیز ہے مثلاً سورۃ کہف کی آیت ہے۔

اَمَّا السَّفِيْنَةُ فَكَانَتْ لِمَسَاكِيْنَ يَعْمَلُوْنَ فِى الْبَحْرِ ○

(لیکن وہ کشتی پس وہ چند مساکین کی مشترک ملکیت تھی جو باہمی اشتراک کے ساتھ مل جل کر دریا میں کام کرتے تھے۔

اس قرآنی آیت میں يَعْمَلُوْنَ کا لفظ صاف بتلاتا ہے کہ کشتی کے مالک سب شرکاء کام وعمل کرتے تھے یعنی کشتی رانی کا کام شرکت کے جواز کے متعلق دوسری آیات سورۃ القلم کی وہ آیات ہیں جن میں باغ و کھیت والوں کا ذکر ہے ان آیات کے اندر لَيَصْرِمُنَّهَا مُصْبِحِيْنَ اور اَنِ اغْدُوْا عَلٰى حَرْثِكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صَارِمِيْنَ ○ کے الفاظ اس پر دلالت کرتے ہیں کہ باغ اور کھیت کے مالک جملہ شرکاء مل جل کر شراکت کے ساتھ کھیتی باڑی کا کام کرتے تھے ایک اور آیت جو شرکت کے جواز میں پیش کی جاتی ہے۔ سورہ صٓ کی یہ آیت ہے۔

اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۤءِ لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ ○

بلاشبہ بہت سے مل جل کر کام دھندہ کرنے والے بعض دوسرے بعض پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں۔

اس آیت میں لَيَبْغِىْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ کے الفاظ یہ ظاہر کرتے ہیں کہ شرکاء میں سے ہر ایک ظلم و زیادتی کا مرتکب ہو سکتا ہے اور یہ چونکہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب ہر ایک کام وعمل کر رہا ہو لہذا مذکورہ الفاظ سے معاملۂ شرکت میں ہر شریک کا عمل پایا جانا ظاہر ہوتا ہے۔

یہی چیز ان احادیث نبویہؐ سے بھی ثابت ہوتی ہے جو معاملۂ شرکت کے جواز میں پیش کی جاتی ہیں۔ مثلاً اس حدیث کو لیجیے۔

عن ابی ھریرۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ان اللہ یقول انا ثالث الشریکین مالم یخن احدھما صاحبہ فاذا خانہ خرجت من بینھما (سنن ابی داؤد)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں دو شریکوں کا تیسرا ہوتا ہوں جب تک ان میں ایک دوسرے کی خیانت نہیں کرتا۔ چنانچہ جب ان میں سے ایک خیانت کرتا ہے تو میں ان کے درمیان سے نکل جاتا ہوں۔

چونکہ معاملے کے شرکاء میں سے ہر ایک دوسرے کی خیانت اسی صورت میں کر سکتا ہے جب ہر ایک عمل اور تصرف میں شریک ہو لہٰذا اس سے معاملۂ شرکت میں ہر شریک کا عمل بھی پایا جانا ثابت ہوتا ہے۔

بہر حال یہ حقیقت ہے جس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ معاملۂ شرکت میں مال، وجاہت اور ہنر کے ساتھ ہر شریک کا تجارتی یا صنعتی عمل بھی ایک ضروری چیز ہے اور در اصل یہی چیز شرکت کو مضاربت سے الگ کر دیتی ہے جس میں صرف ایک فریق کا تجارتی عمل ہوتا ہے اور دوسرے کا صرف سرمایہ، اور میں سمجھتا ہوں اسی کی وجہ سے معاملۂ شرکت بغیر کسی کراہت کے اور بالاتفاق جائز ہے اور اس کا جواز عقل و قیاس کے عین مطابق ہے

پھر جب یہ زیر بحث معاملہ نہ مضاربت کا معاملہ ہے اور نہ شرکت کا معاملہ تو ظاہر ہے کہ اس کے جواز کے لیے وہ دلائل مفید و کارآمد نہیں ہو سکتے جو قرآن و حدیث میں مضاربت اور شرکت کے جواز سے تعلق رکھتے ہیں لہذا جو حضرات اس معاملہ کو اسلامی کہتے ہیں ان سے نہایت ادب کے ساتھ پوچھا جا سکتا ہے کہ ان کے پاس اس معاملہ کے جواز کے لیے قرآن و حدیث سے کیا دلائل ہیں کیونکہ کسی معاملہ کو اسلامی یا غیر اسلامی یا شرعاً جائز و ناجائز کہنا اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب اس کے لیے کتاب و سنت سے ثبوت موجود ہو اس لیے ک
اصل منبع و سرچشمہ کتاب و
حدیث ہے جہاں تک

بھی گو کتاب وسنت سے ماخوذ ہے لیکن اس میں اجتہادی مسائل کے بارے میں فقہاء کرام کے جو مختلف اقوال ہیں نہ تو سب کے سب صحیح ہیں اور نہ سب کے سب غلط بلکہ ان میں بعض صحیح ہیں۔ اور بعض غیر صحیح ہیں کیونکہ مجتہد کی اجتہادی رائے صواب بھی ہو سکتی ہے اور خطا بھی۔ لہذا کسی فقیہہ کا ایسا قول جس کی اصل اور سند کتاب وسنت میں موجود نہ ہو اسلامی نہیں کہلا سکتا، بنابریں ضروری ہے کہ زیر بحث معاملہ کے جواز کے لیے جو دلائل پیش فرمائے جائیں وہ اجمالی یا تفصیلی قرآن وحدیث سے ضرور تعلق رکھتے ہوں۔ کسی فقیہہ کا قول پیش کیا جائے اس کے ساتھ قرآن وحدیث کی وہ نص ضرور نقل کی جائے جس سے اس فقیہہ نے وہ قول نکالا اور مستنبط کیا ہے تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ قیاس واستنباط صحیح ہے یا صحیح نہیں کیا یہ واقعہ نہیں کہ حنفی فقہائے نے امام مالکؒ، امام شافعیؒ اور امام احمدؒ کے کتنے اقوال کو یہ کہہ کر رد کیا ہے کہ وہ دلیل کے لحاظ سے کمزور ہیں اور جس استدلال پر وہ مبنی ہیں صحیح نہیں اس طرح خود حضرت امام ابو حنیفہؒ کے کتنے اقوال کو چھوڑا اور صاحبینؒ کے اقوال کو یہ کہہ کر اختیار کیا کہ دلائل کے لحاظ سے یہ زیادہ وزنی اور قابل اعتماد ہیں تو پھر بعد کے فقہائیں ایسا کون ہے جس کی رائے اور بات کو بلا دلیل مان لیا جائے اور یہ نہ دیکھا جائے کہ وہ قرآن وحدیث کے مطابق ہے یا نہیں؟

غرضیکہ اگر معاملۂ زیر بحث کے متعلق ہمارا یہ دعوٰے ہے کہ یہ شریعت اسلامی کی رُو سے جائز اور اسلامی معاملہ ہے تو ہمیں اس کا ثبوت قرآن وحدیث سے ضرور بتلانا ہوگا۔ یہ صحیح ہے کہ قرآن وحدیث میں ہر ہر جزوی مسئلہ کے متعلق الگ الگ جزوی وتفصیلی احکام موجود نہیں لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ ان کے اندر ایسے اصول کلیہ اور مبادی عامہ بھی موجود نہ ہوں جن میں تمام جزوی مسائل کے لیے اجمالی ہدایت بلائی جایا کرتی ہے لہذا ضروری ہے کہ قرآن وحدیث میں معاشی معاملات کے جواز وعدم جواز سے متعلق جو اصلِ کلی اور مبدأ عام ہے۔ اس کی رُو سے معاملۂ زیر بحث کو جائز ثابت کیا جائے۔ کیونکہ کسی ایسے جزوی مسئلہ کے لیے جس کا قرآن وحدیث میں صراحتہً ذکر نہیں شرعی حکم معلوم کرنے کا صحیح طریقہ یہی ہو سکتا ہے کہ اصول ومبادی کی روشنی میں قیاس واجتہاد کے ذریعے معلوم ومتعین کیا جائے۔

یہاں یہ عرض کر دینا ضروری ہے کہ رلوپرٹ مذکور کے صفحہ سترہ پر زیر بحث معاملہ کے جواز میں بطور دلیل وحجت سورۂ نساء کی جو آیت پیش کی گئی ہے اس سے نہ صرف یہ کہ اس معاملہ کا جواز ثابت نہیں ہوتا بلکہ الٹا عدم جواز نکلتا ہے وہ آیت یہ ہے:

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ (آیت ۲۹)

(ترجمہ) اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق طور پر مت کھاؤ لیکن تجارت ہو جو باہمی رضا مندی سے ہو تو مضائقہ نہیں۔

اس ترجمے کے ساتھ رلوپرٹ میں جو تفسیری نوٹ لکھا ہے وہ یہ کہ "یہ آیت واضح طور سے بتلاتی ہے کہ کسی کا مال ناجائز طریقے جیسے سود، قمار یا دھوکہ سے ہتھیانہ حرام ہے اس کے برعکس باہمی رضامندی اور منصفانہ معاملے کے ذریعے ایک دوسرے کے مال و دولت سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے۔"

مطلب یہ کہ چونکہ نفع ونقصان میں شرکت کا معاملہ باہمی رضا مندی سے اور منصفانہ ہے لہذا اس آیت کی رُو سے جائز ہے۔

اس قرآنی آیت سے معاملہ مذکور کا جواز ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟ اس کو سمجھنے کے لیے ضروری ہے کہ اس آیت کی وہ تفسیر سامنے ہو جو کثیر التعداد مفسرین نے اپنی عربی اردو تفاسیر میں لکھی ہے۔

مفسرین حضرات نے لکھا ہے کہ اس آیت کے پہلے حصّہ میں مسلمانوں کو ایسے تمام طریقوں کے ذریعے ایک دوسرے کا مال لینے سے روکا اور منع کیا گیا ہے جو باطل کی تعریف میں آتے ہیں خواہ وہ معاملات ہوں یا غیر معاملات، اور دوسرے حصّہ میں صرف ایسی تجارت کے ذریعے ایک دوسرے کا مال لینے کی اجازت دی گئی ہے جو فریقین کی باہمی رضامندی سے ہو۔

تجارت کے معنی بعض مفسرین کے نزدیک معاملہ بیع وشراء اور خرید وفروخت کے

(باقی صفحہ ۸ پر)

رحمان کے بندے

جاہلوں کے ساتھ اُلجھتے نہیں

قرآن مجید میں

رحمٰن کے بندوں کے جو اوصافِ حمیدہ مذکور ہیں ان میں سے ایک یہ وصف بھی ہے:

وَاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۝ الفرقان آیت ۶۳)

ترجمہ: جب ان سے بے سمجھ لوگ بات کریں تو کہتے ہیں۔ سلام ہے۔

"(ف) جب ان سے جہالت والے لوگ (جہالت کی) بات چیت کرتے ہیں۔ تو رفع شر کی بات کہتے ہیں (مطلب یہ کہ اپنے نفس کے لیے انتقام قولی یا فعلی نہیں لیتے اور خشونت تادیب و اصلاح وسیاست شرعیہ یا اعلاء کلمۃ اللہ کے لیے ہو۔ اس کی نفی مقصود نہیں۔"

(تفسیر بیان القرآن حضرت حکیم الامت تھانویؒ)

"(ف) ان کی یہ صفت ہے کہ وہ بڑے سلیم الطبع اور حلیم الطبع ہیں ان کا طریقہ یہ ہے کہ جب نادان لوگ ان سے کوئی جہالت اور نادانی کی بات کرتے ہیں جس میں جھگڑے اور فساد کا اندیشہ ہو" تو یہ لوگ صاحب سلامت کر کے" ان سے رخصت ہو جاتے ہیں یعنی اگر کوئی نادان، ان کو ناشائستہ بات کہے تو اس کے جواب میں نرم اور ملائم بات کہکر الگ ہو جاتے ہیں۔ ان سے لڑتے نہیں اور ان سے منہ ہی نہیں لگتے تاکہ جھگڑے کی نوبت نہ آئے مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی نادان ان سے الجھنا چاہے تو وہ پہلو بچا کر نکل جاتے ہیں۔"

تفسیر معارف القرآن حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(ف) جب جاہل ان کے ساتھ جہالت کی باتیں کرتے ہیں تو رحمٰن کے بندے ان کی طرح جہالت کی باتیں نہیں کرتے۔ بلکہ درگذر سے کام لیتے ہیں اور معاف کر دیتے ہیں اور سوائے بھلی بات کے اپنی زبان سے اور کچھ نہیں بولتے، حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک تھی کہ جتنا زیادہ دوسرا آپؐ پر تیز ہوتا، آپؐ اتنے ہی زیادہ حلیم ونرم ہوتے۔ یہی وصف دوسری آیت میں مذکور ہے۔ "اور جب بیہودہ بات سنتے ہیں، تو اس سے منہ پھیر لیتے ہیں" (القصص آیت ۵۵) تفسیر ابن کثیرؒ)

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ایک شخص نے دوسرے کو بُرے الفاظ کہے۔ جس کو بُرے الفاظ کہے گئے تھے اس نے بُرے الفاظ کہنے والے کو کہا "علیک السلام" تجھ پر سلام ہو۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں کے درمیان فرشتہ موجود تھا۔ اور تیری طرف سے بُرا کہنے والے کو جواب دیتا تھا۔ وہ جو بُرے الفاظ تجھے کہتا تھا تو فرشتہ کہتا تھا یہ اُن بُرے الفاظ کا حقدار وہ نہیں بلکہ تو ہے اور جب تو نے کہا کہ تجھ پر سلام ہو۔ تو فرشتہ کہتا ہے کہ وہ نہیں بلکہ تو ہی سلامتی کا زیادہ

حقدار ہے (الیضاً بحوالہ مسند احمدؒ)

حضرت سیدنا امام ابو حنیفہؒ کا واقعہ

حضرت سیدنا امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ بڑے حلیم الطبع تھے آپ میں سب اوصاف حمیدہ موجود تھے ایک دن آپؒ درس دے رہے تھے کہ ایک شخص نے آپؒ کو گالی دی اور بہت سخت و سُست کہا آپؒ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے اور درس کا سلسلہ جاری رکھا بلکہ اپنے شاگردوں کو بھی ہدایت فرمائی کہ اس کی طرف دھیان نہ دیں۔ جب آپؒ درس سے فارغ ہو کر گھر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو یہ شخص آپ کے ساتھ ہولیا جب آپ گھر کے دروازے پر پہنچے تو کھڑے ہو کر اس شخص کو فرمایا کہ میرا گھر آگیا ہے اگر تیری گالیاں باقی رہ گئی ہوں تو ان کو پورا کر لو تاکہ تیرے دل میں باقی نہ رہے' وہ شخص بڑا شرمندہ ہوا۔

(الخیر الحسان ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ)

خدمتِ مریض

ایک رات حضرت سیدنا معروف کرخی قدس سرہٗ کے پاس ایک قریب المرگ مریض مسافر مہمان ہوا وہ بیماری کی وجہ سے ساری رات آہ و فریاد کرتا رہا نہ وہ خود سویا اور نہ ہی دوسروں کو سونے کا موقعہ دیا لہذا جتنے حضرات اس رات آپ کے حجرے میں ٹھہرے ہوئے تھے سب وہاں سے چلے گئے اور اس بیمار کی خدمت کے لیے صرف آپ ہی اکیلے رہ گئے آپ ساری رات بیدار رہے اور اس کی خدمت کرتے رہے ایک دفعہ اچانک نیند کے غلبہ کی وجہ سے آپ کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ مسافر نے لعن طعن اور پریشان کرنے والی واہیات باتیں کہنی شروع کر دیں آپ نے خاموشی کے ساتھ سب کچھ سُنا اور برداشت کیا اور ایک نازیبا حرف بھی زبان سے نہ نکالا۔ مگر گھر والوں نے حضرتؒ کو علیحدہ بلا کر عرض کی کہ ایسے بے ادب اور بدتمیز گستاخ مسافر کو حجرہ سے نکال دینا چاہیئے تاکہ کہیں اور جگہ چلا جائے اور آپ مزید پریشانی سے بچ جائیں۔ یہ سن کر آپ نے ہنس کر فرمایا کہ ہمیں اس کی باتوں سے ہرگز پریشان نہ ہونا چاہیئے یہ سب کچھ اس نے بیماری کی پریشانی کی وجہ سے کیا ہے لہذا میرے کانوں کو اس کی بُری باتیں، بھلی لگی ہیں۔

؎ چو خود را قوی حال بینی و خوش
بہ شکرانہ بار ضعیفاں بکش

لہذا جب تم اپنے آپ کو طاقتور اور خوش حال دیکھو تو اللہ تعالےٰ کا شکر بجالا کر کمزوروں کا بوجھ بخوشی اٹھاؤ۔ ان کی خدمت کرو۔ ان کی ناموزوں حرکتوں سے درگزر کرو۔

(از بوستان سعدیؒ باب چہارم)

دوست کی درشت باتوں پر صبر کرنا

حضرت ابو عبداللہ خفیف رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک رات میرا ایک دوست میرا مہمان ہوا اتفاقاً اس کو دردِ شکم ہوگیا۔ میں اس کی خدمت میں لگ گیا میں ساری رات اس کے سامنے استفراغ کرنے کے لیے طشت رکھتا اور اٹھاتا رہا۔ ایک دفعہ مجھے اونگھ آگئی اس دوست نے کہا کہ تو سو گیا ہے۔ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو میرے دوسرے رفیقوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ آپؒ نے اس کی لعنت کو کس طرح برداشت کر لیا ہے میں نے ان کو جواب دیا کہ جب اس نے مجھے یہ کہا کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو تو میں نے یہ سمجھا کہ اس نے کہا ہے کہ تجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو۔

(مکتوبات معصومیہ، مکتوب ١١٠ دفتر سوم)

بقیہ احادیث صا١٨ سے آگے

ہم نے اپنی دنیا کی خاطر اسے پسند کیا ——— یعنی خلافت کے معاملہ میں بغیر کسی اختلاف کے اس کو اپنا امام و امیر چن لیا۔ فرضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

مرسلہ: فقیر عبدالواحد بیگ پنٹر محلہ سادات، دہلی گیٹ ملتان

از ادارہ طباعتِ قرآن کریم جامعہ ملک عبدالعزیز جدّہ

وہ سجدہ روحِ زمیں جس سے کانپ جاتی تھی
اُسی کو آج ترستے ہیں منبر و محراب' (اقبالؒ)

نمازیوںؒ کے پانچ درجے

(١) خود پر ظلم کرنے والا ـــ وہ عملاً کاہل شخص۔ جو نماز کے لیے وضو طہارت، پابندئ وقت، آداب و واجبات میں کوتاہی کرتا ہے یہ منافق ہے اور سزا کا مستوجب ہوگا (العیاذ باللہ)

(٢) وہ شخص جو نماز کے اوقات، حقوق، ظاہری حرکات اور وضو کی حفاظت تو کرتا ہے لیکن وساوس (لایعنی خیالات)، کے متعلق اپنے نفس سے مجاہدہ نہیں کرتا تو وہ اپنے وسوسوں اور خیالات میں کھو گیا اس کا محاسبہ ہوگا اور یہ ظالمٌ لِنَفْسِہٖ میں شمار ہوگا (اللہ بچائے)

(٣) وہ شخص جو نماز کے حدود و ارکان کی حفاظت کرتا ہے وسوسوں اور پریشان خیالی کو دفع کرنے میں اپنے نفس سے مجاہدہ بھی کرتا ہے بلکہ دشمن اس کی نماز میں سے کوئی چیز چرا نہ لے جائے تو یہ شخص گویا نماز میں اور جہاد میں ہوتا ہے۔ یہ بخشیدہ اور مُقتصد ہے۔

(٤) وہ نمازی جو ادائیگی نماز کے لیے جب کھڑا ہوتا ہے تو نماز کے کل حقوق۔ ارکان اور حدود کو پورا کرتا ہے اور حدود و حقوق نماز کے اہتمام میں ہمہ تن مستغرق ہو جاتا ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ کوئی ادنیٰ سی شیئ بھی چھوٹ جائے بلکہ مکمل فکر اور توجہ سے نماز ادا کرتا ہے فرض نماز کی شان عظمت اور اس میں اپنے رب تعالیٰ کی بندگی سے اس کا دل سرشار ہو جاتا ہے۔ یہ بھی مقتصد اور ثواب یافتہ ہے۔

(٥) وہ نمازی جب نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے تو وہ اپنے دل کو عزت و جلال والے آقا کے سامنے رکھ دیتا ہے چشم دل سے اسے دیکھتے ہوئے اس کا مراقبہ کرتے ہوئے اس کی محبت و عظمت سے لبریز و سرشار ہوتے ہوئے گویا وہ اُسے دیکھ رہا ہے اور اُس کا مشاہدہ کر رہا ہے اس حال میں کہ تمام وسوسے اور پریشان خیالات کافور ہو چکے ہیں اس کے اور رب کے درمیان کل پردے اور حجاب اُٹھ چکے ہوں ایسے نمازی اور دوسرے نمازیوں کی نمازوں کا فرق زمین اور آسمان کے فرق سے کہیں زیادہ ہوتا ہے یہ نمازی اپنی نماز کے اندر اپنے رب کے ساتھ مشغول ہو کر آنکھوں کی ٹھنڈک محسوس کر رہا ہے یہ مقرب ہے کیونکہ یہ ان میں سے ہے جن کی آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں رکھی گئی ہے اور یہ سَابِقٌ بِالْخَیْرَاتِ ہے۔ اللہم اجعلنا منہم

حضرت امام ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "الوابل الصیب" میں (باقی صفحہ ١٨ پر)

"مرض بڑھتا گیا جُوں جُوں دوا کی"

آج کل ملک کے طول و عرض میں بیاہ شادی اور خوشی کی دیگر تقریبات کا زور شور ہے مگر ان مبارک تقریبات کا تاریک و نامبارک پہلو یہ ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر بے تحاشا فلمی ریکارڈنگ اور شعلہ بار آتشبازی زور پکڑ رہی ہے۔ گزشتہ روز ہمارے محلہ کی ایک ایسی ہی منہ زور تقریب نے یہ سطور لکھنے پر مجبور کیا ہے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ بعض علاقوں میں لاؤڈ سپیکر اور آتشبازی کے عام استعمال پر دفعہ ١٤٤ کے تحت پابندی بھی عاید ہوتی ہے لیکن زندہ دل اور دیدہ دل نوجوان کسی بات کو خاطر میں نہیں لاتے۔ متعلقہ افسران میں بھی بعض اپنے مخصوص تعلقات اور وجوہ کی بنا پر چشم پوشی یا طرفداری کا مظاہرہ کر جاتے ہیں۔ اگرچہ ان تقریبات کا انعقاد صرف دو تین شب و روز کے لیے ہوتا ہے لیکن متاثرین کی حالتِ زار قابلِ رحم ہوتی ہے گویا رات کی نیند اور دن کا آرام حرام ہو جاتا ہے۔ بعض حالات میں ان تقریبات کا سلسلہ یکے بعد دیگرے جاری رہتا ہے۔ شادی بیاہ کی مروجہ رسوم میں شرعی احکام اور اصول سے قطع نظر اخلاقی طور پر بھی ہمسایوں کی سمع خراشی اور دل آزاری سخت قابلِ مذمت، و نفرین ہے علاوہ ازیں ریڈیو، ٹیلی وژن کے خصوصی فلمی ڈرامے اور پروگرام تو ہر گھر ←

اور ہر گلی کوچہ دیار کو سینہ ہال کا درجہ دے رہے ہیں کاش کہ کوئی درمند مسلمان حکمران موجودہ صورت حال پر قابو پانے کے لیے موثر انسدادی اقدام کر سکے۔ مگر۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا (اقبال)

غمزدہ: فقیر عبدالواحد بیگ مرحوم پنٹر
مکان نمبر.. محلہ سادات دہلی گیٹ ملتان

بقیہ: نمازیوں کے پانچ درجے

حدیث پاک کے اس جز کی تشریح میں کہ (اور اللہ تعالیٰ نے) تم کو نماز کا حکم دیا پس جب تم نماز ادا کرو تو اپنی توجہ کو نہ ہٹاؤ اس لیے کہ نماز میں اللہ تعالیٰ اپنے چہرے کو بندے کے چہرے سے ملاتا ہے جب تک وہ اپنی توجہ کو نہ ہٹائے۔" مذکورہ پانچ درجات کی وضاحت فرمائی ہے۔

مقبول نماز

ابو جعفر عقیلی اخوص بن حکیم سے بیان کرتے ہیں۔ وہ خالد بن معدان سے وہ عبادہ بن الصامتؓ سے کہ فرمایا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے "جب بندہ اچھے طریقے سے وضو کرتا ہے اور پھر نماز کے لیے کھڑا ہوتا ہے رکوع، سجود اور قرأت کو پوری طور پر ادا کرتے ہوئے تو نماز اس کو کہتی ہے، "اللہ تیری حفاظت فرمائے جس طرح تو نے میری حفاظت کی" پھر اس نماز کو بڑی آب و تاب کے ساتھ آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے آسمان کے دروازے اس کے لیے کھول دیئے جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں پہنچ جاتی ہے۔

نامقبول نماز

"مگر جب کوئی نمازی نماز کے وضو اور رکوع و سجود اور قرأت کو ضائع کر دیتا ہے تو نماز اس کو کہتی ہے: اللہ مجھے ضائع کر دے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا۔"

پھر اس نماز کو آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے تو اس کے لیے آسمان کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں۔ پھر پھٹے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اسے اس نمازی کے منہ پر مار دیا جاتا ہے۔ (روایت کیا اس کو عقیلی نے اور طبرانی نے معجم کبیر میں)

دل میں جب خلوص ہو سجدے میں ہو نیاز
پھر باعث نجات ہے مسلم تیری نماز

بقیہ: احادیث الرسولؐ

واقعتہً مزاج شناس نبوت تھے اور وہ رونے لگے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے پیغمبرؐ! ہمارے ماں باپ اور ہماری اولادیں آپؐ پر قربان ہوں (یہ کیا ماجرا و قصہ ہے۔ ہمیں اس طرح غم و اندوہ کی بات کیوں سنائی جا رہی ہے) حضور نبی مکرم علیہ السلام سے حضرت ابوبکرؓ کا غم و صدمہ نہ دیکھا گیا آپؐ نے انہیں تسلی و تشفی دی اور اس حقیقت کا ایک بار پھر اعلان فرمایا کہ جن جن لوگوں کو میری رفاقت و صحبت نصیب ہوئی ان میں تنہا ابوبکرؓ ہیں جن کا معاملہ ایسا ہے کہ بس وہ اپنی مثال آپ ہیں اور ابوبکرؓ کو جو عزت و رفعت حاصل ہے اس کا عملاً مظاہرہ یوں ہو گا کہ مسجد کی طرف جن جن لوگوں کے دروازے ہیں وہ سب بند کر دئے جائیں۔ —— جب مسجد نبوی بنی اور اس کے ارد گرد لوگوں کے مکانات بنے تو لوگوں نے نماز کی سہولت کی غرض سے مختصر سے دروازے مسجد کی طرف رکھ لئے — ہاں ابوبکرؓ کا دروازہ کھلا رہیگا کیونکہ یہ ایسا دروازہ ہے جس پر مجھے نور نظر آتا ہے۔

اللہ اللہ مقامِ صدیقیت

کیا اعزاز ہے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا؟ اور کیا مقام حاصل ہے انہیں سرکارِ دو عالم علیہ السلام کے نزدیک، کہ ان کا دروازہ تو کھلا رہے باقی سب بند ہو جائیں۔

اس اعتماد کی بات ہے کہ آپ نے اپنے مصلّے پر انہیں کھڑا کیا اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ ارشاد فرماتے کہ جس ذات گرامی کو ہمارے آقا و مولیٰ نے ہمارے دین کی خاطر پسند فرمایا

(باقی ۱۶ پر)

عالمِ اسلام کے نامور بزرگ قاری —— شیخ القرّاء

شیخ محمود خلیل حصری رحمۃ اللہ علیہ

سعودی عرب کے مشہور عربی اسلامی ہفت روزہ "الدعوۃ" میں شائع کردہ انٹرویو کا یہ ترجمہ مولوی محمود اشرف عثمانی کے قلم سے ہے (ادارہ)

- وہ پہلے قاری جنہوں نے ترتیل میں مکمل قرآن مجید ٹیپ کرایا۔
- عالم اسلام اور دنیا کے اہم ممالک میں قرآن حکیم کی آواز کا نور چار سو پھیلانے والے خادم قرآن۔
- بزرگ صورت، حسین سیرت، سوز میں ڈوبی ہوئی آواز، اور دل میں اسلام کا درد رکھنے والے ممتاز قاری۔
- عرب دنیا میں مٹتے ہوئے مکاتبِ قرآنی کا احساس کرکے ٹیپ کے ذریعے تعلیم قرآن کے نظریہ کے بانی۔

قاہرہ کے ایک علاقہ العجوزہ میں ہم نے ان کے تین فرزندوں کے ساتھ ان کے گھر میں ملاقات کی۔ مرحوم شیخ القرأ کی لائبریری میں تین گھنٹے گذارنے کے بعد ہمیں احساس ہوا کہ مرحوم کی خدمات کسقدر جلیل القدر اور وسیع و ہمہ گیر تھیں۔ شیخ محمود خلیل حُصَری ایک عام قاری نہیں تھے۔ بلکہ وہ ایسے شخص تھے جو کتاب اللہ کی عزت میں ڈوبا ہوا ہو۔

شیخ محمود خلیل حُصَری کے دوسرے صاحبزادے ڈاکٹر محمد (دانتوں کے معالج) نے ہمارے سوالوں کے جوابات دیتے ہوئے کہا۔

ہمارے والد وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ترتیل کے ساتھ پورا قرآن مجید اپنی آواز میں ٹیپ کروایا۔ انہیں یہودیوں کی سازش کا علم تھا کہ وہ قرآن حکیم کے تحریف شدہ نسخے طبع کراکے عام مسلمانوں میں تقسیم کرنا چاہتے ہیں ہمارے والد کو اللہ تعالیٰ نے توفیق و ہدایت دی اور انہوں نے پورا قرآن مجید ٹیپ کرایا جو آج عالم اسلام اور عرب دنیا کے اکثر گھروں میں سنا جاتا ہے۔

ڈاکٹر محمد نے بتایا کہ اسی طرح میرے والد رحمۃ اللہ علیہ کو یہ احساس تھا کہ عالم اسلام اور عالم عرب میں خصوصًا قدیم قرآنی مدارس آہستہ آہستہ روبہ زوال ہیں اور دورِ حاضر کے سکولوں نے ان کی جگہ سنبھال لی ہے جس کی وجہ سے قرآن کی تعلیم مٹ جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے اس خطرہ کے پیشِ نظر والد مرحوم نے کیسٹ اور ٹیپ ریکارڈ کے ذریعے قرآنی تعلیم عام کرنے کے بارے میں سوچا تاکہ یہ کیسٹ قرآنی مدارس کی کسی قدر جگہ سنبھال سکیں۔

شیخ حصریؒ کے تیسرے بیٹے "السید" جامعہ ازہر کے شعبہ "اصول الدین" سے فراغت یافتہ ہیں اور قاہرہ کی مشہور مسجد عذبان میں بطور قاری کام کر رہے ہیں وہ تصحیح المصاحف کمیٹی کے سیکرٹری بھی ہیں انہوں نے ہم سے بات چیت کرتے ہوئے کہا — میرے والد نے قرآن کریم کے بارے میں فکری اور عملی طور پر ہم سب کے لیے بڑی میراث چھوڑی ہے وہ قرآن کریم کے صرف قاری ہی نہیں بلکہ صحیح معنوں میں خادم قرآن تھے۔ علم قرأت، خط عثمانی اور اختلاف قراء اور ان کے اصول و قواعد پر ان کی گہری نظر تھی جس کی بنا پر انہیں "شیخ المقاری المصریۃ" (قراء مصر کے شیخ) کے عہدہ پر فائز کیا گیا۔

جناب السید نے تبلایا کہ شیخ حصری مرحوم کی قرآن حکیم سے متعلق کئی تصانیف ہیں جن میں سے چند کے نام درج ذیل ہیں۔

(۱) السبیل المیسر فی قراءۃ الامام ابی جعفر (مطبوعہ)
(۲) روایۃ ورش عن نافع المدنی (مطبوعہ)
(۳) احکام قراءۃ القرآن الکریم (مطبوعہ)
(۴) نور القلوب فی قراءۃ الامام ابی یعقوب (مطبوعہ)
(۵) ھار السکت - کتابچہ کا جزو بن کر شائع ہوا)

(۶) القراءات العشر من الشاطبیۃ والدرۃ (مطبوعہ)

(۷) روایۃ الدوری عن أبی عمرو بن العلاء البصری (مطبوعہ)

(۸) مع القرآن الکریم (مطبوعہ)

(۹) أحسن الأثر فی تاریخ القراء الأربعۃ عشر (〃)

(۱۰) معالم الاہتداء إلی معرفۃ الوقف والابتداء (〃)

(۱۱) رحلاتی فی الاسلام دیار رحلات القرآن (غیر مطبوعہ)

شیخ حصری مرحوم کی زندگی کے حالات پر روشنی ڈالتے ہوئے ان کے صاحبزادے جناب قاری السید صاحب نے کہا:۔

مغربی علاقہ طنطا کے ایک قصبہ شبرا میں ستمبر ۱۹۱۷ء میں میرے والد پیدا ہوئے گاؤں کی مسجد میں قرآن مجید حفظ کیا۔ اور بیس سال کی عمر میں المعہد الازہری میں داخل ہوئے۔ اسی دوران خدائے برتر کی جانب سے عطا فرمودہ حسن صوت کا ملکہ ظاہر ہونا شروع ہوا تو انہوں نے اپنی توجہ کا بڑا حصہ اس طرف مبذول کرنا شروع کیا اور بالآخر ۱۹۴۶ء میں وہ پہلے قاری ثابت ہوئے جنہوں نے ریڈیو مصر سے تلاوت قرآن کریم کا آغاز کیا۔

میرے والد طنطا کی مسجد احمدی قاہرہ کی مسجد بدوی اور مسجد حسین میں تلاوت کرتے رہے۔ قاہرہ کی مسجد حسین میں تو وہ مستقل قاری کی حیثیت سے مامور رہے یہاں تک کہ تریسٹھ سال کی عمر میں وفات پائی۔ —— آپ کے والد نے کن کن ممالک کا دورہ کیا اور اس کے بنیادی مقاصد کیا رہے؟ اس سوال کا جواب دیتے ہوئے قاری السید صاحب نے کہا سب سے پہلے ہدف کی بات ہے میرے والد کے تمام غیر ملکی دوروں کا بنیادی مقصد تلاوتِ قرآن رہا ہے خواہ وہ سرکاری وفد میں شریک ہو کر گئے ہوں یا کسی کی نجی دعوت پر۔ یا مصری قراء کے صدر نمائندہ کے طور پر، بنیادی مقصد بہرحال قرآن ہی رہا۔

جن ممالک کا میرے والد نے دورہ کیا ان کے نام یہ ہیں :۔

پاکستان، انڈیا، مراکش، فرانس، چین یمن، عراق، کویت، اردن، انڈونیشیا، ملائیشیا، فلپائن، سنگاپور، لبنان، فلسطین شام، سوڈان، سعودی عربیہ، تنزانیہ، کینیا، الجزائر، امریکا، اور ان کے علاوہ کئی دیگر ممالک۔

کیا آپ ایسی کمپنی بنانا چاہیں گے جس کے تحت آپ کے والد مرحوم کی آواز میں کیسٹ تیار کئے جائیں اور دنیا بھر میں تجارتی طور پر ان کی نشر و اشاعت ہو؟۔

جواب ملا۔ یہ ہماری عین تمنا تھی لیکن فی الحال ایسا کرنا ہماری استطاعت سے باہر ہے اور اس کی کئی وجوہات ہیں۔

(۱) تجارتی طور پر ہم اس کام کا تجربہ نہیں رکھتے۔

(۲) بذاتِ خود یہ کام ایک طویل مہارت اور فن دانی کا متقاضی ہے جس کے لیے لمبی مدت درکار ہے۔

(۳) اس کام کے متعلق بازار میں ماہرینِ فن موجود ہیں جن کو فن کے ساتھ ساتھ کیسٹوں کی تیاری اور ان کی تجارت کا طویل تجربہ ہے۔

ہم نے قاری السید سے سوال کیا کہ "آپ بھی بطور قاری کے متعارف ہو رہے ہیں تو کیا یہ آپ کا اپنا شوق ہے جسے خود آپ نے پروان چڑھایا یا والد صاحب سے بطور میراث کے منتقل ہوا ہے"

قاری السید نے کہا:

گھر میں اکیلا میں ہی قاری نہیں بلکہ ہمارے والد شیخ محمود حصری رحمۃ اللہ علیہ نے ہم سب کو قرأۃ قرآن سکھائی۔ ترتیلاً بھی اور تجویداً بھی۔

میرے بھائی ڈاکٹر ہونے کے ساتھ ساتھ ازہر سے فارغ ہیں۔ اور قاری بھی ہیں۔

ہمارے سب سے بڑے بھائی جن کا نام شیخ علی ہے بڑے معروف قاری ہیں وہ مرکز اسلامی امریکا میں بطور قاری کے کام کر رہے ہیں ان کی آواز میں دینی نظمیں اور نعتیں بھی ریکارڈ کی گئی ہیں جو بہت مقبول ہیں۔

ہمارے چھوٹے بھائی حسین جو جامعہ ازہر کے کلیۃ التجارۃ میں طالب علم ہیں۔ وہ بھی قرآن کریم اور اس کی قرأت سے خاص دلچسپی رکھتے ہیں۔

آپ کے والد مرحوم کی کونسی اہم مصروفیات رہیں اور وہ کن عہدوں پر فائز رہے؟ اس سوال کے جواب میں ہمیں بتایا گیا: کہ

۱۔ جس زمانہ میں شیخ ضباع مصری قراء کے صدر تھے شیخ محمود اس تنظیم میں بطور سیکرٹری کام کرتے رہے۔

۲۔ اس کے بعد شیخ محمود کو اس تنظیم کا صدر نامزد کیا گیا۔

۳۔ مجمع البحوث الاسلامیہ میں ماہر فن کی حیثیت سے رکن تھے۔

۴۔ وزارت الاوقاف (شعبۂ قرآن) کے مشیر اعلیٰ تھے۔

۵۔ ۱۳۸۷ھ سے عالم اسلام کے قراء کی تنظیم اتحاد القراء کے صدر تھے۔

۶۔ تصحیح المصاحف کمیٹی کے صدر تھے

۷۔ "شیئون اسلامیہ" کی مجلسِ اعلےٰ کے رکن تھے۔

آپ کے والد مرحوم کے سامنے کونسے اصلاحی پروگرام یا مقاصد تھے جن کے لیے وہ اپنی آخر حیات تک کام کرتے رہے اور مزید کام کرنا چاہتے تھے۔؟

ہمارے والد محترمؒ کے سامنے تین مسائل ایسے تھے جن کی طرف ان کی گہری توجہ تھی اور ان پر وہ بہت کچھ کام کرنا چاہتے تھے۔

پہلا مسئلہ: قراء حضرات اور خصوصاً ان میں سے نابینا حضرات کے معاش اور ان کی عزت وحرمت کا معاملہ تھا۔ یہ بات سب کے علم میں ہے کہ ان میں سے بعض بیچاروں کی پوری زندگی روکھی سوکھی کھا کر گذر جاتی ہے جب کہ ان کے مقابلہ میں دوسرے لوگوں کو بدرجہا بہتر معاشی سہولتیں میسر ہیں۔

دوسرا مسئلہ: ان کے سامنے ان دو دینی اداروں کو ترقی دینے کا تھا جن میں سے ایک انہوں نے اپنے آبائی گاؤں۔ شبرا النملہ میں قائم کیا اور دوسرا اپنی موجودہ رہائش گاہ کے علاقہ العجوزہ میں۔ ان دونوں دینی اداروں کے ماتحت مسجد بھی ہے اور پہلے ادارہ میں جو شبرالنملہ میں قائم کیا گیا۔ معہد ازہری، مدرسہ ابتدائیہ اور حفظِ قرآن کا درجہ بھی شامل ہے۔

تیسرا مسئلہ: دینی مکاتب کی بحالی اور ان کی ترویج کا ہے۔ میرے والد مرحوم کا نظریہ یہ تھا کہ ان دینی مکاتب کی سابقہ حیثیت بحال ہونی چاہیئے تاکہ قرآن کریم کے سلسلہ میں یہ دینی مکاتب اپنی سابقہ روایات کے مطابق عظیم خدمات انجام دے سکیں۔ ان کا خیال تھا کہ یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ مسلمانوں کے وقف مکاتب محکمہ اوقاف سے واپس لے کر دوبارہ مسلمانوں کے حوالے کر دیئے جائیں۔

اس کے ساتھ ساتھ میرے والد شیخ محمود کا ارادہ تھا کہ وہ فن تجوید میں مکمل قرآن مجید ٹیپ کرائیں گے۔ (یعنی جس میں تمام قراءتیں جمع ہوں گی) مراکش کے لوگوں کے لیے قراءۃ ورش میں اور سوڈان کے لوگوں کے لیے قالون کی قراءۃ میں مکمل قرآن وہ پہلے ہی ریکارڈ کروا چکے ہیں۔

میرے والد مرحوم کی ہمیشہ تمنا رہی کہ قرآن مجید کے قاری سے برتری کا نہیں تو کم از کم وہی توقیر کا معاملہ کیا جائے جو لوگ دنیاوی ڈگریاں حاصل کرنے والے افراد سے کرتے ہیں۔

ہمارا آخری سوال تھا "کیا آپ کا یہ اعتقاد ہے کہ آپ کے والد مرحوم میں کچھ ایسی خصوصیات تھیں جو دیگر قراء میں نہیں پائی جاتیں؟"

قاری السیّد نے کہا: سب سے بڑی اور اہم بات یہ ہے کہ وہ قواعد تجوید کو داؤ پر لگا کر صرف سننے والوں کی خوشنودی کے لیے قرآن مجید میں نغمگی نہیں پیدا کرتے تھے ان کے نزدیک اصول تجوید کو پھلانگنا ایسا جرم تھا جس کی تلافی نہ حسنِ صوت کر سکتی تھی نہ آواز کا اتار چڑھاؤ اور نہ سننے والوں کی واہ واہ۔ میرا خیال ہے کہ یہی وہ امتیازی خصوصیت تھی جو اللہ تعالےٰ نے میرے والد مرحوم کو نوازی اور ان کے جاننے والوں میں سے کوئی بھی اس کا انکار نہیں کر سکتا۔

قیامت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ (حدیث)

طبی مشورے

کالی کھانسی، شدتِ گرما، کان بہنے
دِق الاطفال اور ٹائیفائیڈ کے تیر بہدف نسخے

استاذ الحکماء حکیم آزاد شیرازی سابق پرنسپل شاہدرہ طبیہ کالج۔ لاہور

جناب محمد ابراہیم صاحب رشیدی مدرسہ عربیہ اسلامیہ بورے والہ ضلع وہاڑی سے اپنے مکتوب گرامی میں لکھتے ہیں کہ کالی کھانسی، گرمی کی شدت کان بہنے، دق الاطفال اور ٹائیفائیڈ کے تیر بہدف نسخے درکار ہیں۔

کالی کھانسی

موصوف کا ایک سال کا بچہ کالی کھانسی میں مبتلا ہے۔ بہت علاج کرائے لیکن صحت نہیں ہو سکی۔ مفید اور آسان نسخہ کے طلبگار ہیں کالی کھانسی کے لیے تین مفید اور آسان نسخے پیش خدمت ہیں۔

ھوالشافی

(۱) سہاگہ بریاں۔ شہد خالص میں ملا کر دن میں [illegible] ایک رتی کی دو تین خوراک دیں۔

(۲) [illegible] سہاگہ، نوشادر، نمک سونچر، اجوائن [illegible] اسانی، ہر ایک ایک تولہ، کٹائی خورد کا پھل [illegible]۔ سب کو نیم کوب کرکے مٹی کے کوزے میں ڈال کر کوزے کا منہ بند کر دیں اور پانچ سیر اوپلوں کی آگ دیں۔ سرد ہونے پر نکال لیں اور ادویات سوختہ کے ہم وزن چینی ملا کر رکھیں ایک ایک ماشہ دن میں چار مرتبہ [illegible] ئیں۔

(۳) [illegible] خام آگ میں جلا کر کوئلہ بنا لیں اور پیس کر رکھیں۔ دن میں تین خوراک ایک ایک ماشہ کی کھلائیں۔

کالی کھانسی کے مریض بچے کو دن میں دو مرتبہ روغن ناریل ایک ایک ماشہ کھلائیں نیز سینے پر روغن ناریل کی مالش کیا کریں۔

گرمی کی شدت

جناب محمد ابراہیم صاحب کا چھوٹا بھائی بیس بائیس برس سے کھیتی باڑی کرتا ہے۔ اس کی آنکھوں سے گرمی کی شدت کے سبب سینک نکلتا ہے اور آنکھوں میں اندھیرا چھا جاتا ہے مفید نسخے کے خواہشمند ہیں ۔ گرمی کی شدت کو روکنے کے لیے سفوف فرحت ۲ ماشہ صبح ۲ ماشہ شام کھلائیں۔ سفوف فرحت کا نسخہ بھی ھدیۂ قارئین ہے۔

ھوالشافی

طباشیر کبود	کشنیز خشک	صندل سفید
۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ
دانہ الائچی سبز	کشتہ زہر مہرہ خطائی	کہربا
۵ تولہ	۵ تولہ	۵ تولہ
نارجیل دریائی	کشتہ عقیق	کشتہ شاخ مرجان
۳ تولہ	۳ تولہ	۳ تولہ

ورق نقرہ ۲ ماشہ۔ سب کو باریک پیس کر سفوف بنائیں۔ ایک ماشہ سفوف صبح سویرے خشخاش اور بادام کی سردائی کے ساتھ دیں

کان بہنا

محمد ابراہیم صاحب کے ایک لڑکے کی عمر ساڑھے نو سال ہے جس کے کانوں میں درد ہوتا رہتا ہے اور اس کے بعد کانوں سے پیپ آکر کان بہنے لگتے ہیں۔ کان سے پیپ خارج ہونے اور کانوں کے درد کے لیے تیر بہدف نسخہ حاضر ہے۔

ھوالشافی

رتن جوت ۱ تولہ، روغن سرسوں ایک چھٹانک میں جلا لیں۔ اور صبح شام کانوں میں ڈالیں۔ انشاء اللہ صحت ہوگی۔

دِق الاطفال

جناب محمد ابراہیم کے پڑوس میں ایک دودھ پیتا بچہ ہے۔ جس کا جسم کمزور اور نحیف ہے اور روز بروز سوکھ رہا ہے اس کے لیے بھی کوئی اچھا سا نسخہ طلب کیا گیا ہے یہ بچہ دق الاطفال میں مبتلا ہے اس کے لیے ایک عمدہ نسخہ پیش خدمت ہے۔

ھوالشافی

مروارید ناسفتہ	زہر مہرہ خطائی	سنگ یہود
۴ رتی	۲ ماشہ	۲ ماشہ

(باقی صفحہ ۲۲ پر)

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے کتاب کی دو جلدیں دفتر میں آنا ضروری ہے۔ (مدیر)

انوار ولایت شمسیہ

تالیف: مولوی ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب
قیمت: -/۴۰ روپے
ملنے کا پتہ: قاری محمد طیب عابد، جامع مسجد صابری بالمقابل گارڈن گیسٹ کراچی ۳۔

بہترین سفید کاغذ پر اچھی کتابت و طباعت اور خوبصورت جلد سے مزین ۴۰۰ صفحات کی یہ کتاب خواجہ شمس الدین سیدپوری رح کے حالات و تعلیمات پر مشتمل ہے جس میں سلاسل اربعہ خصوصاً سلسلہ نقشبندیہ کا تعارف، تصوف و سلوک کے اسباق، شریعت و طریقت، بیعت کی ضرورت اور اس کا طریقہ۔ اور شیخ شمس الدین رح اور ان کے خلفاء کے حالات وغیرہ درج ہیں ـــــ ارباب سلوک و تصوف اس امت کے محسن ہیں کہ انہوں نے لذاتِ دنیا سے کنارہ کش ہو کر مخلوقِ خدا کی اصلاح و تربیت کا کٹھن فریضہ سرانجام دیا۔ شیخ شمس الدین رح ایسے ہی بزرگ تھے۔ ان کے متوسل ماسٹر صاحب نے محنت و ہمت سے اس کتاب کو مرتب کیا۔ کتاب پر حضرت مولانا سید زوار حسین صاحب نقشبندی رح، مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی اور مولانا سلیم اللہ خاں صاحب جیسے اساطین علم کی تقاریظ کتاب کے مستند ہونے کے لئے کافی ضمانت ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں موصوف کا انتقال ہوا۔ آپ کی تعلیمات قرآن و سنت کا نچوڑ ہیں۔ آپ کی سیرت میں ایک متبع سنت شیخ طریقت کا عکس نمایاں ہے۔

ہمارے خیال میں ایسی کتابیں اصلاح و ہدایت کے لئے بڑی مؤثر ہوتی ہیں اور ضرورت ہے کہ ان کی اشاعت زیادہ سے زیادہ ہو تاکہ ان کا نفع عام ہو سکے۔ ماسٹر حبیب الرحمٰن صاحب اور کتاب کے ناشر دونوں ہی مستحق تبریک ہیں اور ہم اس تحفہ عجیبہ کے زیادہ سے زیادہ پھیلاؤ کے دل سے متمنی ہیں ـــــ ہمیں یقین ہے کہ اہل دل اسے بہت جلد حاصل کریں گے۔ کہ اس کے بغیر ان کی لائبریری نامکمل رہے گی۔

مودودی دستور و عقائد کی حقیقت

حضرت شیخ الاسلام والمسلمین مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ کا یہ بابرکت رسالہ ہند و پاک میں متعدد مرتبہ چھپ چکا ہے۔ حضرت شیخ کے خلوص و للّٰہیت کے سبب اس کا نفع بارہا سامنے آیا اور محسوس ہوا کہ بہت سے لوگ فکری گمراہی سے بچ گئے۔ مودودی صاحب اب اس دنیا میں نہیں لیکن ان کی فکر موجود ہے اور دینی طور پر اس میں جو مضرات ہیں وہ بھی اپنی جگہ پر موجود، اس لئے اس زہر کا تریاق بہت ضروری ہے اور وہ اسی طرح ممکن ہے کہ مستند اور ذمہ دار علماء و صلحاء اور ارباب باطن کی ایسی تحریریں سامنے لائی جائیں جن سے اللہ کی مخلوق فائدہ اٹھا سکے۔ اور اپنے ایمان کی حفاظت کر سکے۔ مودودی صاحب کی بہت سی تحریرات ایسی ہیں جنہیں دین اسلام کے دشمن و حریف اپنے دعاوی کے دلائل کے طور

پیش کرتے ہیں، صحابہ کی عدم معیاریت سے متعلق ان کی تحریریں اسی نوع کی ہیں اور حضرت مدنی رح نے اس مسئلہ کو صاف کیا ہے۔ ایک مردِ خدا کی تحریر میں جو علمی پختگی، سوز و گداز اور خلوص و للّٰہیت ہونی چاہیے وہ سب باتیں کتاب میں موجود ہیں۔ حضرت مدنی کے مجاز حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب کا ٹھوس اور جامع مقدمہ نیز قدیم نسخہ کے ساتھ چھپنے والا حضرت قاری محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند کا مضمون شامل کتاب ہے قیمت ۵۰ / ۶ ہے۔ مکتبہ عثمانیہ نزد مدرسہ حنفیہ اشرف العلوم (رجسٹرڈ) سرنولی ضلع میانوالی کے کارپرداز اس کی اشاعت پر مستحق تبریک ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ اہل خیر اس کی بکثرت اشاعت کا اہتمام کریں گے۔

خیر البیان فی عدد رکعات قیام رمضان

ہمارے مخلص کرمفرما مولانا بشیر احمد صاحب شورکوٹی بڑے فاضل اور صاحب علم بزرگ ہیں۔ ایک غیر مقلد مولوی صاحب کی طرف سے تراویح کے سلسلہ میں اٹھائے جانے والے سوالات پر مولانا نے بڑی ٹھوس اور سنجیدہ گفتگو کی ہے۔ بدقسمتی یہ ہے کہ جونہی رمضان المبارک کی مبارک گھڑیاں قریب آتی ہیں ہمارے غیر مقلد دوست تحریراً اور تقریراً تراویح کے آٹھ ہونے کا شوشہ چھوڑ دیتے ہیں حالانکہ صدر اول سے آج تک پورے عالم اسلام میں بشمول حرمین شریفین ۲۰ رکعات پڑھی جا رہی ہیں جو بذاتِ خود ایک بہت بڑی دلیل ہے۔

بہرحال مولانا کی یہ تحریر بڑی قیمتی ہے۔ ملک کے مقتدر علماء نے اسے تحسین کی نظروں سے دیکھا ہے۔ ہماری خواہش یہ ہے کہ اس موقعہ پر یہ زیادہ سے زیادہ پھیلائی جائے تاکہ بیس رکعت تراویح پر ہنگامہ و شور مچانے والے حضرات کے پھیلائے ہوئے وساوس کا علاج ہو سکے۔

اللہ تعالےٰ مولانا کی محنت قبول فرمائے۔ دس روپے ہیں کتاب حافظ خالد محمود جالندھری شورکوٹ چھاؤنی ضلع جھنگ سے دستیاب ہے۔

بقیہ: طبّی مشورے

نارجیل دریائی ۱۲ماشہ، پوست ہلیلہ زرد ۶ماشہ، مغز کنول گٹہ ۶ماشہ، زردرو ۶ماشہ، طباشیر کبود ۶ماشہ، دانہ الائچی سبز ۶ماشہ، دانہ الائچی کلاں ۶ماشہ۔

مروارید، زہر مہرہ اور سنگ یہود کو دو دن تک عرق گلاب میں کھرل کریں۔ دوسری ادویہ کو باریک پیس کر شامل کریں اور ایک دن تک عرق گلاب میں کھرل کریں اور دانہ مونگ کے برابر گولیاں بنالیں۔ ایک ایک گولی صبح و شام ماں کے دودھ میں گھس کر یا صرف پانی میں گھول کر پلا دیا کریں۔

ٹائیفائیڈ

آخر میں جناب محمد ابراہیم رشیدی لکھتے ہیں آج کل اکثر گھروں میں ٹائیفائیڈ بخار کی شکایت ہے، متفرق علاج معالجہ کے باوجود جسم سے بخار نہیں جاتا اس بخار کے تیر بہدف علاج کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔

ٹائیفائیڈ کے سلسلہ میں تیر بہدف آبائی نسخہ پیش خدمت ہے۔

ھوالشافی

طباشیر کبود، دانہ الائچی خورد ست گلو خانہ ساز اصل السوس، اندر جو شیریں، کشنیز ۶-۶ ماشہ ورق نقرہ ۴۰ عدد، مصری کوزہ ۲ تولہ۔

مندرجہ بالا سفوف ۲ ماشہ صبح، ۲ ماشہ شام مندرجہ ذیل خیساندہ کے ساتھ اکیس یوم برابر پلائیں انشاء اللہ بخار کا نام و نشان نہ رہیگا۔

ھوالشافی

شاہترہ، افسنتین، برگ بانسہ، بھوپھلی چرائتہ، دھماسہ، ۶-۶ ماشہ۔ شہد خالص ۱ تولہ

تمام ادویات رات پانی میں بھگو دیا کریں صبح مل چھان کر شہد ملا کر سفوف مندرجہ بالا کے ساتھ پلایا کریں۔ انشاء اللہ بخار دور ہوگا۔

شب و روز

رپورٹ: ظہیر میر

پچھلے ہفتہ صاحبزادہ میاں محمد اجمل قادری صاحب کراچی اور بہاولپور کے دورہ پر تشریف لے گئے۔ ان کے ہمراہ اس تبلیغی دورہ میں راقم الحروف بھی تھا بذریعہ کراچی ایکسپریس لاہور سے رات ۹ بجے بہاول پور کے لیے روانگی ہوئی۔ گاڑی علی الصباح بہاولپور پہنچی۔ نماز فجر کے بعد محترم بھائی جاوید انور صاحب سے ملاقات ہوئی اور کچھ دیر تک ان کے حجرے میں رہے میاں صاحب نے ان سے کچھ ضروری باتیں کرنا تھیں۔

یاد رہے جاوید انور صاحب آج کل بہاولپور میں انجمن کے تحت تعمیر ہونے والی زینا منزل کی نگرانی کے فرائض انجام دے رہے ہیں وہ باہمت اور پُرعزم نوجوان ہیں۔ لاہور سے انہیں اس مقصد کے لیے خاص طور پر بھیجا گیا ہے میاں صاحب نے جاوید صاحب سے عمارت کی تعمیر اور انجمن کے دوسرے امور کے بارے میں تفصیلات معلوم کیں۔ ابھی باتیں جاری تھیں کہ محترم میاں سلطان احمد قریشی کے بڑے صاحبزادے جناب میاں غلام حسین قریشی تشریف لے آئے۔ اور میاں صاحب کو اپنی کوٹھی پر لے گئے وہاں پُرتکلف ناشتہ کرایا۔

۲۸ مئی کو آٹھ بجے صبح جناب میاں غلام حسین قریشی اور محترم بزرگ رشید شاہ صاحب کی معیت میں انجمن کی ملکیتی جائیداد سے متعلقہ مقدمات کے سلسلہ میں ضلع کچہری تشریف لے گئے۔ واپسی پر زینا منزل دیکھنے گئے۔ متعلقہ حضرات کو ضروری ہدایات دیں اور زیر تعمیر کام دیکھا اس کے بعد مختلف حضرات سے انجمن کے سلسلہ میں ضروری گفتگو کے لیے مختلف جگہوں پر تشریف لے گئے اس دوران راقم (ظہیر میر) ہفت روزہ خدام الدین کے سلسلہ میں مختلف لوگوں سے ملتا رہا۔ بہاولپور میں "خدام الدین" کی خریداری کا جائزہ لیا گیا۔ مختلف ذمہ دار ساتھیوں سے اس کو بہتر بنانے کے لیے ملاقاتیں کیں۔ اس سلسلہ میں جناب غلام سرور خان امیر نظامُ العلماء ضلع بہاولپور نے اچھا خاصا تعاون کیا۔ مختلف لوگوں کو خدام الدین کی خریداری کی طرف توجہ دلائی۔ اتحاد بک ڈپو اور رحمت بک ڈپو والوں نے بھی اس سلسلہ میں اچھا تعاون فرمایا۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کارِ خیر میں تعاون کرنے کا اجر دے امید ہے ان احباب کے تعاون سے ہفت روزہ خدام الدین بہاولپور میں اچھی خاصی تعداد میں خریدا اور پڑھا جائیگا۔ دوپہر کے کھانے پر میاں صاحب ڈاکٹر جمیل الرحمٰن کے صاحبزادے جناب عتیق الرحمان صاحب کے ہاں تشریف لے گئے۔ موصوف وہاں کے مقامی کونسلر بھی ہیں۔ حضرت لاہوری رح اور حضرت اقدس سے ان حضرات کا گہرا تعلق ہے۔ محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب بھی وہاں تشریف لے آئے کھانے کے دوران انجمن اور رسالہ خدام الدین سے متعلقہ مختلف امور پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔ محترم ڈاکٹر رشید شاہ صاحب اس بڑھاپے کی عمر میں بھی خدمتِ دین کے لیے دھڑکتا ہوا دل رکھتے ہیں۔ انجمن خدام الدین کے لیے ان کی خدمات بیشمار ہیں۔ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ کے لگائے ہوئے پودوں کی نشو و نما ہیں یہ لوگ جس خلوص اور لگن سے مصروف عمل ہیں یہ انہی کا حصہ ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمارے سروں پر تا دیر سلامت رکھے تاکہ دینِ مبین کے یہ باغ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہیں۔ تقریباً تین بجے بذریعہ ریل بہاولپور سے خانپور کے لیے روانگی ہوئی۔ محترم میاں غلام حسین صاحب قریشی اور محترم ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب اسٹیشن پر الوداع کہنے آئے۔ شام تقریباً چھ بجے خانپور پہنچے۔ وہاں سے سیدھا دین پور شریف چلے گئے۔ حضرت میاں سراج احمد صاحب مدظلہ العالی سے شرف ملاقات نصیب ہوا۔ میاں اجمل صاحب نے تقریباً آدھ گھنٹہ تک حضرت دین پوری سے باتیں کیں۔ اس کے بعد مزار شریف پر حاضری ہوئی اور وہاں سے سیدھا ریلوے اسٹیشن پہنچ کر بذریعہ خیبر میل عازم کراچی ہوئے۔

۲۹ مئی بروز جمعۃ المبارک صبح نو بجے کراچی پہنچے۔ ریلوے اسٹیشن سے سیدھا محترم حاجی محمد یوسف سرپرست انجمن خدام الدین کراچی کے ہاں تشریف لے گئے۔ الحاج محمد یوسف

بہت خدا ترس اور صاحب نسبت بزرگ ہیں۔ ان کی کوششوں اور توجہ سے یہاں انجمن کے تحت مختلف ادارے بڑی کامیابی سے چل رہے ہیں۔ ایسے لوگ دنیا میں خال خال نظر آتے ہیں وہ جہاں سراپا خدمت دین کے لیے وقف ہیں وہاں دنیا کے دھندوں رزق حلال کے لیے خون پسینہ ایک کرکے اپنی ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں اللہ کریم نے انہیں اولاد صالح سے نوازا ہے ان کے صاحبزادے جناب حاجی سرفراز صاحب ایک دیندار نوجوان ہیں وہ اپنی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ساتھ انجمن سے متعلقہ امور میں خاصی محنت کرتے ہیں وہ انجمن کے تحت چلنے والے مدرسۃ البنات کے انچارج بھی ہیں۔ ان کی بیگم صاحبہ مدرسۃ البنات میں صدر معلمہ کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ کراچی میں قیام جناب سرفراز صاحب کے ہاں رہا۔ انہوں نے خدمت میں دن رات ایک کر دیا۔ نماز جمعہ سے پیشتر مختلف لوگوں سے انفرادی ملاقاتوں کے لیے جناب میاں صاحب تشریف لے گئے۔ مولانا عبدالرشید انصاری صاحب سے بھی ملاقات ہوئی۔ نماز جمعہ کے بعد انہوں نے کراچی کے ایک مقامی ہال میں عظیم الشان شہدائے بالاکوٹ کانفرنس کا اہتمام کیا ہوا تھا۔ اس کانفرنس کی صدارت کے فرائض محترم میاں صاحب نے انجام دینے تھے۔ مختلف پوسٹروں سے اس کانفرنس کی تشہیر کی گئی۔ ہزاروں لوگ کانفرنس ہال کے باہر جمع ہو گئے۔ لیکن افسوس پولیس کی بیجا مداخلت کے سبب یہ کانفرنس منعقد نہ ہو سکی۔ میاں صاحب نے نماز جمعہ چورنگی میں انجمن خدام الدین کی مسجد میں ادا کی۔

وہاں پر مختلف احباب سے ملاقاتیں ہوئیں قاری عبداللہ صاحب جو کہ یہاں کے پرانے خدمت گذار ہیں انتہائی شفقت اور مہربانی سے پیش آئے۔ میاں صاحب نے رات کا کھانا بھی ان کے ہاں کھایا انہوں نے مختلف معاملات میں بیش قیمت مشورے دیئے اور صاحبزادہ صاحب کو تحائف سے نوازا۔

۳۰ر مئی ہفتہ کا دن کراچی میں بہت مصروف گذرا خدام الدین کے سلسلہ میں پورے کراچی میں احباب سے ملاقاتیں کیں۔ محترم رانا بشیر احمد صاحب جو ان دنوں بخار کی گرفت میں تھے اللہ تعالیٰ انہیں کامل صحت اور کاروبار میں برکت نصیب فرمائے۔ آمین۔ ان سے بھی مختلف اوقات میں ملاقاتیں ہوتی رہیں۔ ہفتہ کی صبح کو میاں اجمل قادری صاحب نے انجمن خدام الدین کراچی کے تحت چلنے والے مدرسۃ البنات کا معائنہ کیا۔ وہ سکول کی مختلف کلاسوں میں گئے۔ اور اساتذہ سے مختلف مسائل دریافت کیے۔ موقع پر بعض ضروری احکامات جاری کیے سکول کے دورے کے دوران اجمل قادری صاحب کے ہمراہ محترم جناب سرفراز صاحب اور محترم جناب قاری نذیر احمد صاحب بھی موجود تھے۔ اسی روز جبل میاں صاحب ہمدرد فاؤنڈیشن دیکھنے تشریف لے گئے وہاں مختلف لوگوں سے ملاقات کی اور خدام الدین کے سلسلہ میں اشتہارات کی بات بھی طے ہوئی۔

۳۰ر مئی کی صبح کو ہی جناب بھائی حنیف صاحب جو بہت ۔۔۔

اور محبت کرنے والے بزرگ ہیں بڑے اہتمام سے گھر سے ناشتہ تیار کرکے لائے ۔۔ انجمن خدام الدین کی مسجد میں قاری عبداللہ صاحب کے حجرے میں میاں اجمل صاحب کے ہمراہ دیگر کئی احباب نے ان کی اس دعوت میں شرکت کی۔

شام کو میاں اجمل صاحب گلشن اقبال تشریف لے گئے اور احقر بذریعہ خیبر میل لاہور آ گیا جب کہ میاں صاحب ۳۱ر مئی کی صبح بذریعہ ہوائی جہاز لاہور تشریف لے آئے۔

امیر انجمن خدام الدین جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم ۲۹ر مئی بروز جمعۃ المبارک صبح ۹ بجے اجمل میاں کی نانی اماں کی نماز جنازہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے آپ نے نماز جنازہ پڑھائی۔ میاں اجمل صاحب کی نانی اماں گذشتہ روز قضائے الٰہی سے وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ حضرت اقدس خاصی دیر تک اہل خانہ کے ہمراہ رہے اور محترم احسن ہمایوں صاحب، جناب محسن ہمایوں صاحب مالک قومی کتب خانہ و تعمیر پرنٹنگ پریس اور باقی حضرات سے تعزیت کی۔

یکم جون بروز سوموار حضرت اقدس مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم امیر مرکزیہ حضرت درخواستی مدظلہ العالی سے ملاقات کے لئے محترم حاجی غلام دستگیر صاحب کی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت مولانا محمد اجمل خان صاحب اور دیگر احباب کے ساتھ رات تین بجے تک رہے۔

ہمارے سکالر

ابوالسیف

زاہد ملک

کچھ دن پہلے کی بات ہے کہ ملک کے بعض معروف علمی دوستوں کی معیت میں فلیٹی ہوٹل جانے کا اتفاق ہُوا اپنی افتاد طبع کے سبب بہت کم اس قسم کی جگہوں اور اس قسم کی محافل میں جانا ہوتا ہے لیکن اس مجلس میں بوجوہ چلا گیا۔ ان وجوہات میں ایک تو یہ تھی کہ یہ "مضامین قرآن" نامی کتاب کی تقریب رونمائی تھی دوسرے ان احباب کا اصرار تھا جن میں سے کچھ کراچی سے متعلق تھے اور کچھ لاہور سے!

زاہد ملک صاحب کا نام بہت دنوں سے سنا تھا، مرکزی حکومت کی ذمہ دارانہ پوسٹوں پر فائز رہنے والے اس دھان پان انسان نے اتنی بڑی کتاب مرتب کر ڈالی جو بڑے سائز کے ۸ سو صفحات پر مشتمل ہے اور موضوع خالص علمی۔

تقریب میں جو لوگ شریک تھے ان میں جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد مالک صاحب کاندھلوی ایک ایسے بزرگ تھے جن کا قرآن و حدیث سے براہِ راست تعلق ہے وہ ایک صاحبِ نظر عالم اور استاذ حدیث ہیں۔ ظاہر ہے کہ ان کی تقریر اس سلسلے میں حاصل جلسہ تھی — ہم نے کچھ دنوں بعد "مضامین قرآن" حاصل کی، اسے بغور پڑھا طبیعت کو اطمینان ہُوا اور یہ تاثر ختم ہُوا کہ ایک آدمی سرکاری دائرے میں اہم ترین پوسٹوں پر رہ کر کوئی دینی اور علمی کام نہیں کر سکتا — زاہد صاحب کو دیکھیں ۱۸ - ۱۹ سال اُس کوچہ میں رہے، وزارتِ خارجہ میں کام کیا۔ وزارتِ اطلاعات سے متعلق رہے، وزارت مذہبی امور کے جائنٹ سیکرٹری رہے، نیشنل سنٹر کے ڈائریکٹر جنرل رہے — نظام کی خرابیوں کا شکار ہو کر الگ ہوئے تو پنڈی کے نوائے وقت میں کام کیا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ان سے اللہ تعالیٰ نے کوئی کام لینا تھا — وہ وہاں سے چھوڑ چھاڑ راولپنڈی کے معروف کاروباری مرکز بنک روڈ صدر میں بیٹھ گئے یہاں انہوں نے "مطبوعات حرمت" کے نام سے ادارہ قائم کیا جس کی پہلی کاوش "مضامین قرآن" کے نام سے سامنے ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ کتاب کو دیکھ کر طبیعت کو اطمینان ہُوا۔ بڑی خوبصورتی کے ساتھ قرآنی مضامین کو مرتب کیا گیا ہے اور پھر زاہد صاحب نے اس کی ظاہری حسن و خوبی میں بھی بھرپور محنت کی اور خوش ذوقی کا مظاہرہ کیا۔ میری ان سے ذاتی طور پر یاد اللہ ہوتی تو براہ راست اس عظیم کتاب پر انہیں مبارکباد دیتا اب ان سطور کا سہارا لے رہا ہوں۔

واقعتہً قرآن پاک کی بڑی خدمت ہے۔ قرآن کے طالبعلموں کے لئے گراں قدر تحفہ ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ زاہد صاحب مزید کام کریں گے اور اہل علم ان کی حوصلہ افزائی کریں گے تاکہ وہ کام کرتے رہیں۔

اسی تقریب میں ان کی ایک دوسری مختصر کتاب (۱۷۶ صفحات) کا تعارف ہُوا یعنی "قرآن اور ادیب" قرآنی مسائل پر اور اس کے اعجاز پر اچھی چیز ہے۔ اس پر بھی وہ مستحق تبریک ہیں۔